کتابُ الحدیث

4

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA

کتابُ الحدیث

4

مولانا محمد الیاس گھمن متکلم اسلام دامت برکاتہم

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA
emarkaz.org

جملہ حقوق بحق ای مرکز eMarkaz محفوظ ہیں

نام کتاب	کتاب الحدیث–حصہ چہارم
تالیف	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
اشاعتِ اول	رمضان المبارک 1445ھ–مارچ 2024ء
اشاعتِ دوم	شوال المکرم 1447ھ–مارچ 2026ء
ناشر	دار الایمان

کتاب منگوانے کا پتہ:

دار الایمان، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا

0321-6353540

www.emarkaz.org

فہرست

مختصر تعارف 8

پہلا باب: طہارت 9

فصل نمبر1: استنجا 10

فصل نمبر2: وضو کی فضیلت 12

فصل نمبر3: وضو کا طریقہ 14

فصل نمبر4: مسواک کی اہمیت 16

فصل نمبر5: موزوں پر مسح کرنا 18

فصل نمبر6: حیض 20

فصل نمبر7: استحاضہ 23

فصل نمبر8: نفاس 24

فصل نمبر9: غسل جنابت 25

فصل نمبر10: تیمم 27

اَلتَّمْرِیْنُ الْاَوَّلُ............ 30

دوسرا باب: نماز 33

فصل نمبر1: اوقاتِ نماز............ 34

فصل نمبر2: اذان 35

فصل نمبر3: نماز میں صف بندی کی ترتیب 41

فصل نمبر4: نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا 43

فصل نمبر5: امام کے پیچھے قراءت نہ کرنا 45

فصل نمبر6: آمین آہستہ کہنا............ 48

فصل نمبر7: نمازی کا رفع یدین نہ کرنا 51

فصل نمبر8: مرد وعورت کے طریقہ نماز میں فرق 53

فصل نمبر9: خواتین کا جمعہ وعیدین میں شرکت نہ کرنا............ 55

فصل نمبر10: نفل نمازیں 58

نماز تہجد 58

نماز اشراق 59

نماز چاشت 61

نماز اوابین 62

اَلتَّمْرِيْنُ الثَّانِيْ 63

تیسرا باب: زکوٰۃ 66

فصل نمبر 1: نصابِ زکوٰۃ 67

فصل نمبر 2: مالِ زکوٰۃ پر سال گزرنا 70

فصل نمبر 3: مالِ تجارت پر زکوٰۃ 71

فصل نمبر 4: زیورات پر زکوٰۃ 72

فصل نمبر 5: کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟ 74

فصل نمبر 6: کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں 78

فصل نمبر 7: خاندانِ رسول کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے 80

فصل نمبر 8: زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کرنا 82

فصل نمبر 9: عُشر 83

فصل نمبر 10: صدقہ فطر 85

اَلتَّمْرِيْنُ الثَّالِثُ 90

چوتھا باب: روزہ 92

فصل نمبر1: روزہ کی فضیلت 93

فصل نمبر2: رؤیتِ ہلال 96

فصل نمبر3: افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرنا 99

فصل نمبر4: سفر میں روزہ کا حکم 100

فصل نمبر5: جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے 103

فصل نمبر6: جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا 104

فصل نمبر7: روزہ کی قضا اور کفارہ 106

فصل نمبر8: شوال کے چھ روزے 108

فصل نمبر9: یوم عاشوراء کے روزے 109

فصل نمبر10: ایامِ بیض کے روزے 113

اَلتَّمْرِیْنُ الرَّابِعُ 115

پانچواں باب: حج 117

فصل نمبر1: حج کی فرضیت 118

فصل نمبر2: میقات 120

فصل نمبر3:احرام 122
فصل نمبر4: تلبیہ 125
فصل نمبر5:وقوفِ عرفہ 126
فصل نمبر6:رمیِ جمرات 128
فصل نمبر7: حلق یا قصر 130
فصل نمبر8:طواف کرنا 133
فصل نمبر9:صفااور مروہ کی سعی 135
فصل نمبر10:زیارتِ روضہ مبارکہ 136
اَلتَّمْرِیْنُ الْخَامِسُ..139

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر تعارف

"کتاب الحدیث" کا چوتھا حصہ مسائل و عبادات پر مشتمل ہے جس میں اسلام کے بنیادی ارکان نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے اہم اور بنیادی فقہی مسائل میں سے ہر مسئلہ پر بطور دلیل کے دو یا تین احادیث مع لفظی و بامحاورہ ترجمہ اور تشریح کے پیش کی گئی ہیں، تاکہ یہ بات مستحضر رہے کہ فقہ؛ قرآن و حدیث سے مستنبط ہوتی ہے۔ اس حصہ میں کل پانچ ابواب ہیں۔ ہر باب کے تحت دس فصول ہیں۔ ہر باب کے بعد امتحانی مشقیں بھی دی گئی ہیں تاکہ پڑھے ہوئے حصہ کی دہرائی ہوتی رہے۔

ابواب کی تفصیل یہ ہے:

پہلا باب: طہارت

اس باب میں دس فصول ہیں۔

دوسرا باب: نماز

اس باب میں دس فصول ہیں۔

تیسرا باب: زکوٰۃ

اس باب میں دس فصول ہیں۔

چوتھا باب: روزہ

اس باب میں دس فصول ہیں۔

پانچواں باب: حج

اس باب میں دس فصول ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ: اَلطَّهَارَةُ

پہلا باب: طہارت

عبادات میں اہم ترین عبادت نماز ہے اور قیامت کے روز سب سے پہلے اسی کا حساب ہو گا۔ چونکہ نماز کے لیے طہارت اور وضو شرط ہے اس لیے پہلے طہارت اور اس کے متعلقات کی احادیث ذکر کی جائیں گی۔

اس باب میں آپ پڑھیں گے!!!

اس باب میں آپ درج ذیل عنوانات کے متعلق احادیث پڑھیں گے:

استنجا	وضو کی فضیلت	وضو کا طریقہ
مسواک کی اہمیت	موزوں پر مسح	حیض
استحاضہ	نفاس	غسل جنابت
تیمم		

اس باب میں آپ سیکھیں گے!!!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ!

2: احادیث کا بامحاورہ ترجمہ!

3: تشریح الحدیث!

4: ضروری فوائد!

5: مشقی سوالات!

فصل نمبر 1: استنجا

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ، أُعَلِّمُكُمْ، إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ، وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا. وَأَمَرَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَنَهٰى عَنِ الرَّوْثِ، وَالرِّمَّةِ. وَنَهٰى أَنْ يَسْتَطِيْبَ الرَّجلُ بِيَمِيْنِهٖ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 313

مِثْلُ الْوَالِدِ باپ کی طرح ہوں وَلَدِهٖ اس کا بیٹا أُعَلِّمُكُمْ میں تمھیں سکھاتا ہوں إِذَا جب أَتَيْتُمُ تم آؤ اَلْغَائِطَ قضائے حاجت لَا تَسْتَقْبِلُوْا چہرہ نہ کرو اَلْقِبْلَةَ قبلہ یعنی کعبہ کے رخ کی طرف لَا تَسْتَدْبِرُوْهَا پیٹھ نہ کرو اس کی طرف أَمَرَ اس نے حکم دیا بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ تین پتھروں کے ساتھ [استنجا کا] نَهٰى منع کیا عَنْ سے اَلرَّوْثِ لید اَلرِّمَّةِ ہڈی وَ اور نَهٰى منع کیا أَنْ يَسْتَطِيْبَ یہ کہ استنجا کرے اَلرَّجُلُ آدمی بِيَمِيْنِهٖ اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے لیے (تربیت کرنے میں) باپ کی طرح ہوں۔ میں تمہیں سکھاتا ہوں کہ جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ کرکے نہ بیٹھو اور نہ ہی اس کی طرف پشت کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا میں تین پتھروں کے استعمال کرنے کا حکم دیا اور لید اور ہڈی استعمال کرنے سے منع فرمایا اور داہنے ہاتھ سے بھی استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

تشریح الحدیث:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفقت و تربیت کرنے میں بمنزلہ باپ کے ہیں۔ جس طرح باپ اپنی اولاد کی خیر خواہی چاہتا ہے اور ان کو زندگی کے اصول و آداب سکھاتا ہے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی امت کو تمام آداب سکھاتے ہیں۔ جس طرح کھانا پینا انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے اسی طرح قضائے حاجت بھی ہر انسان کی اہم ضرورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح زندگی کے دوسرے کاموں اور شعبوں کے

متعلق ہدایات دی ہیں اسی طرح پاخانہ وپیشاب اور طہارت واستنجا کے بارے میں بھی ہدایات ارشاد فرمائی ہیں۔

ان آداب میں سے اس حدیث مبارک میں استنجا کے چند آداب بیان کیے گئے ہیں:

1: قضائے حاجت کے لیے قبلہ کی طرف منہ اور پشت کر کے نہ بیٹھا جائے۔

2: استنجے میں صفائی کے لیے کم سے کم تین پتھر استعمال کرنے چاہئیں۔ عام طور پر تین سے کم میں کامل صفائی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص محسوس کرے کہ اس کو صفائی کے لیے تین سے زیادہ پتھروں یا ڈھیلوں کے استعمال کرنے کی ضرورت ہے تو اپنی ضرورت کے مطابق زیادہ بھی استعمال کر سکتا ہے۔ مٹی اور اسی طرح ہر ایسی پاک چیز سے یہ کام لیا جاسکتا ہے جس سے صفائی کا مقصد حاصل ہو سکتا ہو جیسے ہمارے زمانے میں ٹشو پیپر استعمال ہوتا ہے۔

3: استنجے میں لید اور ہڈی اسی طرح ہر ایسی چیز جو نقصان دہ ہو، گندی ہو یا قابل احترام ہو؛ استعمال نہ کی جائے۔

4: دائیں ہاتھ سے استنجانہ کیا جائے۔ اس لیے کہ دایاں ہاتھ عام طور پر کھانے پینے، لکھنے، لینے دینے وغیرہ جیسے کاموں میں استعمال ہوتا ہے تو اس کو استنجے کی گندگی کی صفائی کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، إِنَّ اللهَ قَدْ أَثْنٰى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُوْرِ، فَمَا طُهُوْرُكُمْ؟ قَالُوْا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَنَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. قَالَ: فَهُوَ ذَاكَ، فَعَلَيْكُمُوْهُ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 355

يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ اے انصار کی جماعت إِنَّ بے شک أَثْنٰى اس نے تعریف کی عَلَيْكُمْ تمہاری فِي الطُّهُوْرِ پاکی کے متعلق فَمَا طُهُوْرُكُمْ؟ تمہاری پاکی کیا ہے؟ قَالُوْا انہوں نے کہا نَتَوَضَّأُ ہم وضو کرتے ہیں لِلصَّلَاةِ نماز کے لیے وَ اور نَغْتَسِلُ ہم غسل کرتے ہیں مِنَ سے اَلْجَنَابَةِ جنابت وَ اور نَسْتَنْجِي ہم استنجا کرتے ہیں بِالْمَاءِ پانی سے فَهُوَ ذَاكَ پس یہی وہ چیز ہے فَعَلَيْكُمُوْهُ اسی پر جمے رہو

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت جابر اور حضرت انس رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ مسجد

قبا کے نمازیوں کے بارے میں جب سورۃ التوبہ کی یہ آیت نازل ہوئی "فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے طہارت و پاکیزگی کے بارے میں تمہاری تعریف فرمائی ہے، بتاؤ تو سہی کہ تمہاری طہارت کا طریقہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت کا غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس یہی بات تمہارے لیے فضیلت کا سبب ہے، لہذا تم اس پر جمے رہو۔

حدیث مبارک میں ذکر کردہ آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں ہے:

اس مسجد میں ایسے افراد ہیں جو پاکیزگی پسند کرتے ہیں اور اللہ ایسے پاکیزگی پسند لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

تشریح الحدیث:

شریعت میں طہارت اور نظافت کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے تو اس حدیث مبارک میں وضو کرنے، غسل جنابت کرنے اور پانی کے ساتھ استنجا کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ عرب کے اکثر لوگ استنجا کرنے میں پانی استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ صرف ڈھیلے پر اکتفا کیا کرتے۔ لیکن انصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت استنجا میں ڈھیلے کے ساتھ ساتھ پانی کے استعمال کرنے کی بھی تھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس عمل کی تعریف فرمائی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو ارشاد فرمایا کہ وہ اس فضیلت والے عمل کا پہلے کی طرح اہتمام کرتے رہیں اور اسے نہ چھوڑیں۔

فصل نمبر 2: وضو کی فضیلت

حدیث نمبر 1:

عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ: رَقِيتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّأَ. فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَقُوْلُ: إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ. فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 136

رَقِيْتُ میں چڑھا ظَهْرِ الْمَسْجِدِ مسجد کی چھت سَمِعْتُ میں نے سنا إِنَّ بے شک أُمَّتِي میری امت يُدْعَوْنَ بلائی جائے گی يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ چمک رہے ہوں گے مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ وضو کے اثر سے فَمَنْ پس جو شخص اِسْتَطَاعَ طاقت رکھے مِنْكُمْ تم میں سے أَنْ يُطِيْلَ یہ کہ بڑھائے غُرَّتَهٗ اپنی چمک فَلْيَفْعَلْ چاہیے کہ وہ یہ کرے

ترجمہ: حضرت نعیم المجمر رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا۔ تو آپ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) نے وضو کیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو ان کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں وضو کے اثر کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے۔ تم میں سے جو کوئی اپنی روشنی بڑھانے کی طاقت رکھتا ہو تو ضرور ایسا کرے۔ (یعنی وضو کو کامل طریقے سے کرے۔)

تشریح الحدیث:

کتبِ احادیث میں وضو کے بہت زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں۔ جس طرح نماز باعث اجر و ثواب ہے اسی طرح نماز کے لیے کیا جانے والا وضو بھی باعث اجر و ثواب ہے۔ ان فضائل میں سے ایک فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمائی ہے کہ قیامت میں وضو کا ایک اثر یہ بھی ظاہر ہو گا کہ وضو کرنے والے امتیوں کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں روشن اور چمکتے ہوں گے۔ گویا کہ یہ ان کا امتیازی نشان ہو گا۔ پھر جس آدمی کا وضو جتنا کامل و مکمل اور آداب کی رعایت کے ساتھ ہو گا اس کی یہ نورانیت اور روشنی اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ اس لیے وضو کو اس کی سنن، مستحبات اور آداب کی رعایت رکھتے ہوئے صحیح طور پر مکمل کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر 2:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ.

مصنف ابن ابی شیبہ: رقم الحدیث 53

سَمِعْتُ میں نے سنا رَسُوْلَ اللهِ اللہ کے رسول مَنْ جو شخص تَوَضَّأَ اس نے وضو کیا عَلٰى طُهْرٍ پاکی کی حالت میں كُتِبَ

لکھا جائے گا لَهٗ اس کے لیے عَشْرُ حَسَنَاتٍ دس نیکیاں

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے باوضو ہونے کے باوجود وضو کیا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں تازہ وضو کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ باوضو ہونے کی حالت میں تازہ وضو کرنا ایسی نیکی ہے کہ اس پر مزید دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ البتہ یہاں ایک بات ذہن نشین رہے کہ اس حدیث مبارک میں مذکور یہ فضیلت تب ہے جب پہلے وضو سے کوئی ایسی عبادت کر لی گئی ہو جس کے لیے وضو ضروری ہے۔ مثلاً اس وضو سے نماز اور طواف وغیرہ کر چکا ہو۔ اور اگر کسی نے وضو کیا اور ابھی وضو سے کوئی عبادت ادا نہیں کی تو پھر تازہ وضو نہ کرے۔

فصل نمبر 3: وضو کا طریقہ

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي حَيَّةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ. فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا. ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا. وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا. وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا. وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا. وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً. ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ. ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طَهُوْرِهٖ فَشَرِبَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ. ثُمَّ قَالَ: أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 48

رَأَيْتُ میں نے دیکھا تَوَضَّأَ اس نے وضو کیا فَغَسَلَ پس دھویا كَفَّيْهِ اپنے دونوں ہاتھوں کو حَتّٰى یہاں تک کہ أَنْقَاهُمَا ان دونوں کو صاف کیا ثُمَّ پھر مَضْمَضَ اس نے کلی کی ثَلَاثًا تین مرتبہ اِسْتَنْشَقَ ناک میں پانی ڈالا ثَلَاثًا تین مرتبہ غَسَلَ اس نے دھویا وَجْهَهٗ اپنا چہرہ ثَلَاثًا تین مرتبہ ذِرَاعَيْهِ اپنی دونوں کلائیاں ثَلَاثًا تین مرتبہ مَسَحَ مسح کیا رَأْسِهٖ اس کا سر مَرَّةً ایک مرتبہ قَدَمَيْهِ اس کے دونوں پاؤں إِلَى الْكَعْبَيْنِ ٹخنوں تک قَامَ کھڑا ہوا

أَخَذَ اس نے لیا فَضْلَ طَهُوْرِهٖ اس کے وضو کا بچا ہوا پانی شَرِبَهٗ اس نے اس کو پی لیا قَائِمٌ کھڑے ہو کر أَحْبَبْتُ میں پسند کرتا ہوں أَنْ أُرِيَكُمْ یہ کہ تم کو دکھلاؤں كَيْفَ كَيسے كَانَ تھا طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو

ترجمہ: حضرت ابو حیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس طرح وضو کرتے دیکھا کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھ اچھی طرح دھوئے اس طرح کہ ان کو خوب صاف کر لیا۔ پھر تین دفعہ کلی کی۔ پھر تین دفعہ پانی ناک میں لے کر ناک کی خوب صفائی کی۔ پھر اپنے چہرے اور دونوں کہنیوں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور اسی حالت میں آپ نے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے (اس طرح مکمل وضو کر کے دکھانے کے بعد) فرمایا: میں (عملی طور پر وضو کر کے) تمہیں یہ دکھانا چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کرنے کا مکمل طریقہ بیان کیا ہے جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔

وضو کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھویا جائے۔ پھر مسواک کا اہتمام کرتے ہوئے کلی کی جائے۔ پھر ناک میں پانی اس طرح ڈالا جائے کہ ہر دفعہ دائیں ہاتھ سے پانی ڈالیں اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں۔ پھر چہرے کو دھوئیں۔ پھر دونوں بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھوئیں۔ پھر ایک مرتبہ سر، کانوں اور گردن کا مسح کریں اور آخر میں دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے جائیں۔ اس بات کا خیال کریں کہ تمام اعضاء کو تین تین بار دھوئیں۔ ہاں اگر پانی کم ہو تو دو دفعہ یا ایک دفعہ پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔ اس بات کا خیال رہے کہ اعضاء وضو سے پانی کا ٹپکنا لازم ہے ورنہ وضو نہ ہو گا۔ چند قطرے بھی ٹپک جائیں تو کافی ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 44

تَوَضَّأَ اس نے دھویا ثَلَاثًا ثَلَاثًا تین تین بار

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اعضائے وضو کو) تین تین مرتبہ دھویا ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونا مسنون ہے۔ لیکن اگر کوئی اعضائے وضو کو ایک ایک بار بھی دھولے تب بھی وضو ہو جائے گا لیکن اجر و ثواب میں کمی آئے گی۔ اس لیے تین مرتبہ دھونے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ البتہ اگر ایسی جگہ پر ہیں جہاں پانی کی قلت ہے، بمشکل وضو کے لیے تھوڑا سا پانی ملا ہے یا تین مرتبہ دھونے سے نماز کے وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں ایک مرتبہ دھونے پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔

فصل نمبر 4: مسواک کی اہمیت

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَفْضُلُ الصَّلَاةُ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا.

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث 2774

تَفْضُلُ زیادہ فضیلت والی ہے اَلصَّلَاةُ نماز اَلَّتِي جو يُسْتَاكُ لَهَا مسواک کے ساتھ پڑھی جائے عَلَى پر اَلصَّلَاةِ نماز اَلَّتِي وہ جو کہ لَا يُسْتَاكُ لَهَا بغیر مسواک کے پڑھی جائے سَبْعِيْنَ ستر ضِعْفًا درجے / گنا

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نماز جو مسواک کے ساتھ پڑھی جائے اس نماز پر جو بغیر مسواک کے پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے۔

تشریح الحدیث:

طہارت وصفائی کے سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے ان میں ایک

مسواک بھی ہے۔ کتبِ احادیث میں مسواک کے بہت زیادہ فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ بلکہ مسواک کی اہمیت اس حد تک بیان فرمائی گئی ہے کہ ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ.

شعب الایمان: رقم الحدیث 2769

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت مشقت میں پڑ جائے گی تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کو لازم کر دیتا۔

اسی طرح اس حدیث مبارک میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو نماز مسواک کے ساتھ پڑھی جائے وہ اس نماز کے مقابلے میں جو بغیر مسواک کے پڑھی جائے ستر گنا افضل ہے۔ یاد رہے کہ عام طور پر عربی زبان اور محاورے میں ستر کا عدد مطلق کثرت اور زیادتی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ غالباً اس حدیث میں بھی "سَبْعِيْنَ" کا لفظ اس محاورہ کے مطابق کثرت ہی کے لیے استعمال ہوا ہے اور "سَبْعِيْنَ" سے مراد ستر کا متعین عدد بھی مراد ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ.

شعب الایمان: رقم الحدیث 2777

اَلسِّوَاكُ مسواک مَطْهَرَةٌ پاکیزگی کا ذریعہ لِلْفَمِ منہ کے لیے مَرْضَاةٌ رضا کا سبب لِلرَّبِّ رب کا

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک منہ کو بہت زیادہ پاک صاف کرنے کا ذریعہ اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ خوش کرنے کا سبب ہے۔

تشریح الحدیث:

مسواک کی اس سے بڑھ کر اور کیا اہمیت ہو سکتی ہے کہ یہ دنیا و آخرت دونوں کے لحاظ سے فائدہ مند ہے۔

دنیا کے اعتبار سے یہ ہے اس سے منہ کی صفائی ہوتی ہے، گندے اور فاسد مادے خارج ہو جاتے ہیں، منہ کی بدبو زائل ہو جاتی ہے جو کہ عام انسانوں کے نزدیک انتہائی پسندیدہ ہے اور آخرت کے اعتبار سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

مسواک کیسی ہونی چاہیے؟

مستحب یہ ہے کہ مسواک کی لمبائی ایک بالشت اور چوڑائی چھوٹی انگلی کی موٹائی کے برابر ہو۔ ابتداء میں مقدار اتنی ہونی چاہیے البتہ استعمال کے بعد چھوٹی ہوتی رہے تو مضائقہ نہیں۔ ہاں جب ایک مشت (تقریباً تین انچ) باقی رہ جائے تو اس کے بعد چھوڑ دینی چاہیے۔

مسواک کرنے کا طریقہ:

مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں جانب اوپر نیچے کے دانتوں میں کی جائے۔ پھر بائیں جانب اوپر نیچے کے دانتوں میں کی جائے، پھر ان دانتوں پر مسواک کریں جو دائیں اور بائیں جانب کے درمیان ہیں۔ نیز تالو پر بھی مسواک کرنی چاہیے۔

فصل نمبر 5: موزوں پر مسح کرنا

حدیث نمبر 1:

عَنْ هَمَّامٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: بَالَ جَرِيْرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقِيْلَ: تَفْعَلُ هٰذَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 622

بَالَ پیشاب کیا تَوَضَّأَ وضو کیا وَ اور مَسَحَ مسح کیا عَلٰى پر خُفَّيْهِ اپنے موزوں فَقِيْلَ پس پوچھا گیا تَفْعَلُ هٰذَا آپ ایسا کرتے ہیں؟ قَالَ فرمایا نَعَمْ جی ہاں رَأَيْتُ میں نے دیکھا بَالَ پیشاب کیا ثُمَّ پھر تَوَضَّأَ وضو کیا وَ اور مَسَحَ مسح کیا عَلٰى پر خُفَّيْهِ اپنے موزوں

ترجمہ: حضرت ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، اس کے بعد وضو کیا پھر

موزوں پر مسح کیا۔ تو حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ آپ موزوں پر مسح کرتے ہیں؟ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے قضائے حاجت فرمائی، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ موزوں پر مسح جائز اور مسنون ہے۔ موزوں پر مسح کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اس پر کئی دلائل ہیں۔ ذیل میں چند تصریحات پیش کی جاتی ہیں:

1: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (م110ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنِي سَبْعُوْنَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

تلخیص الحبیر: ج1 ص158 باب المسح علی الخفین

ترجمہ: مجھ سے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسح فرماتے تھے۔

2: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (م150ھ) فرماتے ہیں:

مَاقُلْتُ بِالْمَسْحِ حَتّٰى جَاءَنِيْ فِيْهِ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ.

البحر الرائق لابن نجیم: ج1 ص288 باب المسح علی الخفین

ترجمہ: میں موزوں پر مسح کا اس وقت تک قائل نہیں ہوا جب تک اس کے دلائل میرے پاس روزِ روشن کی طرح نہ پہنچ گئے۔

البتہ یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ موزوں پہ مسح کرنا ثابت ہے، پاؤں اور باریک اونی یا سوتی جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔ بعض لوگ پاؤں اور عام جرابوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ یہ جائز نہیں۔ اس کی تفصیل کے لیے بندہ کا مقالہ "موزوں پر مسح کرنے اور جرابوں پر مسح نہ کرنے کے دلائل" ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر2:

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيْهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 96

يَأْمُرُنَا وہ ہمیں حکم دیتے تھے إِذَا جب كُنَّا ہم ہوتے سَفْرًا مسافر أَنْ یہ کہ لَا نَنْزِعَ ہم نہ اتاریں خِفَافَنَا اپنے موزے ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تین دن وَ اور لَيَالِيْهِنَّ ان کی راتیں إِلَّا مگر مِنْ میں جَنَابَةٍ جنابت کی وجہ سے (ہمبستری، احتلام وغیرہ) وَ اور لٰكِنْ لیکن مِنْ سے غَائِطٍ پیشاب وَ اور بَوْلٍ پاخانہ وَ اور نَوْمٍ نیند

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک پیشاب، پاخانہ یا نیند کی وجہ سے نہ اتاریں البتہ اگر جنابت کی حالت پیش آجائے تو موزوں کو اتارا جائے گا۔

تشریح الحدیث:

پہلی حدیث میں موزوں پر مسح کا جواز اور اس حدیث مبارک میں موزوں پر مسح کی مدت بیان کی گئی ہے مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے۔ یاد رہے کہ مسح کی یہ مدت وضو کے ٹوٹنے کے وقت سے شمار ہو گی نہ کہ موزہ پہننے کے وقت سے۔ مثلاً ایک شخص نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزے پہنے اور عصر کی نماز کے وقت اس کا وضو ٹوٹا تو اب مدت مسح کی ابتدا عصر کے وقت سے ہو گی نہ کہ ظہر کے وقت سے۔

فائدہ نمبر1: اگر مسح کی مدت پوری ہو جائے تو مسح ختم ہو جاتا ہے۔ وضو ٹوٹا نہ ہو تو موزے اتار کر صرف پاؤں دھو لیے جائیں، پورا وضو دہرانا لازم نہیں اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کر مکمل وضو کرنا چاہیے۔

فائدہ نمبر2: ایک شخص نے موزے پہنے تھے، پھر اس پر غسل فرض ہوا تو اس کے لیے موزوں پر مسح جائز نہیں۔ موزے اتار کر غسل کرنا لازم ہے۔

فائدہ نمبر3: کسی نے ایک موزہ اتار دیا تو مسح باطل ہو گیا۔ اب دوسرا موزہ بھی اتار کر پاؤں کو دھونا چاہیے۔

فصل نمبر 6: حیض

حدیث نمبر 1:

عَنْ مُعَاذَةَ رَحِمَهَااللهُ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَقْضِيْ إِحْدَانَا صَلَاتَهَا أَيَّامَ مَحِيْضِهَا؟ فَقَالَتْ أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيْضُ فَلَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 130

اِمْرَأَةً ایک عورت سَأَلَتْ سوال کیا قَالَتْ پوچھا أَتَقْضِيْ کیا قضا کرے گی إِحْدَانَا ہم میں سے کوئی ایک صَلَاتَهَا اپنی نماز کو أَيَّامَ مَحِيْضِهَا اپنے حیض کے دنوں میں فَقَالَتْ اس نے فرمایا أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ کیا تو حروریہ ہے؟ قَدْ تحقیق كَانَتْ إِحْدَانَا ہم میں سے کسی ایک کو تَحِيْضُ اسے حیض آتا تھا فَلَا تُؤْمَرُ پس اسے نہیں حکم دیا جاتا

ترجمہ: حضرت معاذۃ رحمہا اللہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا ہم عورتوں میں سے ہر ایک حیض کے دنوں والی نمازوں کی قضا کرے گی؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تو حروریہ ہے؟ ہم میں سے جس عورت کو حیض آتا تھا؛ اُسے تو قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ عورت نماز کی قضا نہیں کرے گی البتہ روزے کی قضا کرے گی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں:

لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِيْ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ.

ترجمہ: اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حائضہ عورت روزے کی قضا کرے گی اور نماز کی قضا نہیں کرے گی۔

"حروراء" ایک بستی کا نام ہے جو کوفہ شہر سے دو میل کی مسافت پر تھی۔ اس بستی میں خوارج رہتے تھے اور اسی گاؤں کی نسبت سے خوارج کو "حروری" بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ان کا ظہور اسی بستی سے ہوا تھا۔ خوارج کی ایک جماعت کا نظریہ یہ تھا کہ حیض کے دنوں کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو حروریہ کہا۔ گویا کہ آپ رحمہا اللہ یہ فرما رہی تھیں کہ کیا تو خارجی عورت تو نہیں ہے جو

ان کے نظریہ کے موافق بات کر رہی ہے؟

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ وَاكِلْهَا.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 133

سَأَلْتُ میں نے پوچھا عَنْ مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ حائضہ عورت کے ساتھ کھانے کے متعلق وَاكِلْهَا اس کے ساتھ کھاؤ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حائضہ عورت کے ساتھ (مل کر) کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے ساتھ کھاؤ۔

تشریح الحدیث:

بعض لوگ حائضہ عورت کے ساتھ کھانے میں حرج محسوس کرتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت کے ساتھ کھانے کی اجازت دی ہے۔ یاد رہے کہ یہ حدیث مبارک اس آیت کریمہ کے خلاف نہیں ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تم عورتوں سے حیض کے زمانے میں علیحدہ رہو۔ اس لیے کہ اس آیت میں جدا رہنے سے مراد یہ ہے کہ ان ایام میں ہمبستری نہ کی جائے، یہ مراد نہیں ہے کہ کھانے پینے میں علیحدگی اختیار کی جائے۔ وہ آیت یہ ہے:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللهُ ۭ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

البقرۃ: 222

ترجمہ: اور وہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ وہ گندگی ہے، لہٰذا تم عورتوں سے حیض کے زمانے میں علیحدہ رہو اور جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے صحبت نہ کرو۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان سے اس طرح صحبت کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کثرت سے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

فصل نمبر 7: استحاضہ

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِيْ حُبَيْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا جَاءَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ، ثُمَّ صَلِّيْ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 282

جَاءَتْ وہ آئی رَسُوْلَ اللهِ اللہ کے رسول کی خدمت میں فَقَالَتْ کہنے لگی إِنِّيْ بیشک میں امْرَأَةٌ عورت أُسْتَحَاضُ مجھے بیماری کا خون آتا ہے فَلَا أَطْهُرُ میں پاک نہیں ہوتی أَفَأَدَعُ کیا میں چھوڑ دوں؟ اَلصَّلَاةَ نماز کو عِرْقٌ رگ کا خون وَ اور لَيْسَتْ نہیں ہے بِالْحَيْضَةِ حیض کا خون أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ حیض آئے دَعِيْ چھوڑ دو اَلصَّلَاةَ نماز فَإِذَا جب أَدْبَرَتْ ختم ہو جائے فَاغْسِلِيْ پس دھولو عَنْكِ اپنے سے اَلدَّمَ خون ثُمَّ پھر صَلِّيْ نماز پڑھو

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ ہوتا ہے (بیماری کا خون آتا ہے) اور پاک نہیں ہوتی ہوں۔ تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو ایک رگ کا خون ہوتا ہے، حیض نہیں۔ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب ختم ہو جائے تو اپنے سے خون کو دھولو اور نماز پڑھو۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِيْ حُبَيْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ إِنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضَةِ، فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكِ فَأَمْسِكِيْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِيْ وَصَلِّيْ فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 286

أَنَّهَا بیشک اس کو كَانَتْ تُسْتَحَاضُ بیماری کا خون آتا تھا فَقَالَ پس فرمایا لَهَا اس کو دَمُ الْحَيْضَةِ حیض کا خون فَإِنَّهُ

بیشک وہ دَمٌ خون أَسْوَدُ سیاہ رنگ يُعْرَفُ پہچانا جاتا ہے أَمْسِكِيْ رک جاؤ عَنْ سے اَلصَّلَاةِ نماز فَإِذَا پس جب كَانَ الْآخَرُ دوسرا خون ہو (استحاضہ / بیماری کا خون) فَتَوَضَّئِيْ پس وضو کرو وَ اور صَلِّيْ نماز ادا کر عِرْقٌ رگ

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ انہیں استحاضہ کا خون آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جب حیض کا خون آئے اور حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے۔ جب یہ شروع ہو تو نماز سے رک جاؤ اور جب کوئی دوسرا خون ہو (یعنی بیماری / استحاضہ کا خون ہو) تو وضو کرو اور نماز پڑھو یہ تو ایک رگ ہے۔

تشریح الحدیث:

ان دونوں روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حیض کی حالت میں نماز معاف ہے لیکن حیض کے علاوہ کوئی اور خون ہو جیسے استحاضہ یا کسی اور بیماری وغیرہ کا خون تو اس میں نماز معاف نہیں ہوگی بلکہ ادائیگی ضروری ہے۔

استحاضہ ایک قسم کی بیماری کا خون ہوتا ہے۔ یہ خون حیض کے خون کے علاوہ ہوتا ہے، لہٰذا اس صورت میں نماز معاف نہ ہوگی بلکہ ہر نماز کے لیے وضو کیا جائے گا اور اگر کپڑے ناپاک ہو گئے ہوں تو ان کو تبدیل کر کے اور پاکیزہ لباس پہن کر نماز پڑھی جائے گی۔

فصل نمبر 8: نفاس

حدیث نمبر 1:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فَكُنَّا نَطْلِيْ وُجُوْهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 139

كَانَتْ تھی اَلنُّفَسَاءُ نفاس والی عورتیں تَجْلِسُ بیٹھی رہتی تھیں عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں أَرْبَعِيْنَ چالیس يَوْمًا دن فَكُنَّا نَطْلِيْ پس ہم مسل لیتی تھیں وُجُوْهَنَا اپنے چہروں پر بِالْوَرْسِ ورس گھاس کو مِنْ سے اَلْكَلَفِ چھائیاں

ترجمہ: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاس والی عورتیں چالیس دن تک بیٹھی رہتی تھیں (نماز نہیں ادا کرتی تھیں) اور چھائیوں کی وجہ سے ہم اپنے چہروں پر وَرس (ایک قسم کی گھاس ہے) مَل لیا کرتیں تھیں۔

تشریح الحدیث:

"نفاس" اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کو بچے کی ولادت کے بعد آتا ہے۔ اس کا حکم حیض کے حکم کی طرح ہے یعنی عورت نماز، تلاوت اور طواف وغیرہ سے رکی رہے گی۔ نفاس کی کم سے کم مدت متعین نہیں ہے۔ چند گھنٹے بھی ہوسکتی ہے البتہ زیادہ سے زیادہ مدت اس حدیث مبارک میں بیان کی گئی ہے اور وہ چالیس دن ہے۔ جیسا کہ آگے خود امام ترمذی رحمہ اللہ اس کی وضاحت فرماتے ہیں:

وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلٰى أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِيْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ.

ترجمہ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد کے اہل علم کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورتیں چالیس دن تک نماز چھوڑ دیں گی (نماز نہیں پڑھیں گی) البتہ اگر وہ اس سے پہلے (چالیس دن سے پہلے) پاک ہو جائیں تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیں۔ اگر چالیس دن کے بعد بھی وہ خون دیکھیں تو اکثر اہل علم کا کہنا ہے کہ چالیس دن کے بعد وہ نماز نہ چھوڑیں (اس لیے کہ یہ نفاس کا خون نہیں ہو گا بلکہ استحاضہ یا کسی اور بیماری وغیرہ کا خون ہو گا)۔ یہی قول اکثر فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔

فصل نمبر 9: غسلِ جنابت

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ. ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ. ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ

فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِيْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَأٰى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِہٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 718

إِذَا جب اِغْتَسَلَ غسل فرماتے مِنْ سے اَلْجَنَابَةِ جنابت يَبْدَأُ شروع فرماتے تھے فَيَغْسِلُ پس دھو لیتے يَدَيْهِ اپنے دونوں ہاتھوں کو ثُمَّ يُفْرِغُ پھر پانی ڈالتے تھے بِيَمِيْنِهٖ دائیں ہاتھ سے عَلٰى شِمَالِهٖ بائیں ہاتھ پر فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ استنجا کے مقام کو دھو لیتے ثُمَّ پھر يَتَوَضَّأُ وضو کرتے وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ نماز والا وضو ثُمَّ پھر يَأْخُذُ الْمَاءَ پانی کو لیتے فَيُدْخِلُ ڈال لیتے أَصَابِعَهٗ اپنی انگلیوں کو فِيْ میں أُصُوْلِ الشَّعْرِ بالوں کی جڑیں حَتّٰى یہاں تک کہ إِذَا رَأٰى جب یقین ہو جاتا اَنْ کہ قَدِ تحقیق اِسْتَبْرَأَ پہنچ چکا ہے حَفَنَ لپ بھر کر ڈالتے عَلٰى رَأْسِهٖ اپنے سر پر ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ تین چلو ثُمَّ پھر أَفَاضَ پانی کو بہاتے عَلٰى پر سَائِرِ جَسَدِہٖ اپنے پورے جسم ثُمَّ پھر غَسَلَ دھو لیتے رِجْلَيْهِ اپنے دونوں پاؤں کو

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تھے تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے تھے، پھر دائیں ہاتھ سے پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے استنجا کے مقام کو دھوتے۔ پھر نماز کے وضو کی طرح وضو فرمایا کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے تھے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں تک پانی پہنچاتے تھے، یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہو جاتا کہ آپ نے پوری طرح پانی پہنچا لیا، تو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے تھے، اس کے بعد باقی سارے جسم پر پانی بہاتے تھے، اس کے بعد دونوں پاؤں دھوتے تھے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں غسلِ جنابت کرنے کا مکمل طریقہ بیان کیا گیا ہے اور یہی مسنون طریقہ ہے۔ بنیادی چیز غسل جنابت میں یہ ہے کہ جسم کا کوئی حصہ ایک بال کے بقدر بھی دھونے سے باقی نہ رہے ورنہ غسل نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بدن پر ناخن پالش، رنگ یا کوئی ایسی چیز لگی ہوئی ہے جس سے بدن تک پانی نہیں پہنچتا تو اسے اتارنا ضروری ہے۔

حدیث نمبر2:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث249

مَنْ جس شخص نے تَرَكَ چھوڑ دیا مَوْضِعَ شَعْرَةٍ بال برابر حصہ مِنْ سے جَنَابَةٍ غسل جنابت لَمْ يَغْسِلْهَا جسے اس نے دھویا نہ ہو فُعِلَ دیا جائے گا بِهَا اس کو مِنَ النَّارِ آگ کے عذاب میں سے كَذَا وَكَذَا ایسا ایسا عذاب

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے غسل جنابت میں ایک بال کے بقدر بھی جگہ دھونے سے چھوڑ دی تو اس کو دوزخ کا ایسا ایسا عذاب دیا جائے گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل جنابت میں سارے جسم کا اس طرح دھویا جانا ضروری ہے کہ ایک بال برابر جگہ بھی دھونے سے باقی نہ رہ جائے ورنہ اس پر کس قدر سخت وعید بیان فرمائی گئی ہے۔

اس حدیث مبارک کے آخر میں ”كَذَا وَكَذَا“ کا جو لفظ آیا ہے یہ عربی محاورہ کے مطابق ہے جیسے ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ فلاں کو ایسے ایسے سزا دی گئی ہے یعنی بہت سخت سزا دی گئی۔ اسی طرح اس حدیث مبارک میں بھی یہی معنی ہے کہ بال برابر جگہ چھوڑنے کی وجہ سے اسے بھی سخت عذاب دیا جائے گا۔

فصل نمبر10: تیمم

حدیث نمبر1:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ، وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَإِذَا وَجَدَهُ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ.

مسند احمد: رقم الحدیث21460

إِنَّ بیشک اَلصَّعِيْدَ مٹی اَلطَّيِّبَ پاک وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ مسلمان کی پاکی کا ذریعہ وَإِنْ اگرچہ لَمْ يَجِدْ نہ پائے اَلْمَاءَ

پانی کو عَشْرَ سِنِيْنَ دس سال تک فَإِذَا پس جب وَجَدَهٗ اس کو پالے فَلْيُمِسَّهٗ پس پانی کو ڈال لے بَشَرَهٗ اپنے جسم پر فَإِنَّ بیشک ذٰلِكَ یہ هُوَ خَيْرٌ بہت بہتر ہے

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا ذریعہ ہے اگرچہ دس سال تک ہی پانی کیوں نہ ملے۔ پس جب پانی مل جائے تو اس کو بدن پر ڈالے (اس سے وضو یا غسل کرلے) کیوں کہ یہ بہت اچھا ہے۔

تشریح الحدیث:

جس آدمی پر وضو یا غسل واجب ہو اور پانی نہ مل رہا ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔ نیز اس حدیث مبارک سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کئی سالوں تک ایک آدمی وضو یا غسل کے لیے پانی نہ پائے تو تیمم اس کے لیے برابر کافی ہوتا رہے گا۔ البتہ جب پانی مل جائے تو غسل یا وضو اس کے لیے ضروری ہو جائے گا۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِيْ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ رَجُلَانِ فِيْ سَفَرٍ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ، فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا، فَصَلَّيَا، ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ، فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَ الْوُضُوْءَ، وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ ثُمَّ أَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهٗ. فَقَالَ لِلَّذِيْ لَمْ يُعِدْ: أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ: لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 338

خَرَجَ نکلے رَجُلَانِ دو آدمی فِيْ سَفَرٍ سفر میں حَضَرَتِ وقت آ گیا اَلصَّلَاةُ نماز وَلَيْسَ اور نہیں تھا مَعَهُمَا ان دونوں کے پاس مَاءٌ پانی فَتَيَمَّمَا تو ان دونوں نے تیمم کیا صَعِيْدًا طَيِّبًا پاک مٹی کے ساتھ فَصَلَّيَا ان دونوں نے نماز پڑھی ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ پھر انہوں نے پانی کو پالیا فِي الْوَقْتِ وقت کے اندر فَأَعَادَ لوٹایا أَحَدُهُمَا ان دونوں میں سے ایک نے وَ اور لَمْ يُعِدْ نہیں لوٹایا اَلْآخَرُ دوسرے نے ثُمَّ أَتَيَا پھر وہ دونوں آئے فَذَكَرَا پس ان دونوں نے ذکر کیا ذٰلِكَ یہ بات فَقَالَ تو فرمایا لِلَّذِیْ اس شخص کو جس نے لَمْ يُعِدْ اعادہ نہیں کیا أَصَبْتَ السُّنَّةَ تم نے درست طریقہ اختیار کیا وَ اور أَجْزَأَتْكَ تمہیں کافی ہوگئی صَلَاتُكَ تمہاری نماز وَقَالَ اور فرمایا لِلَّذِیْ اس شخص کو جس نے

تَوَضَّأَ وضو کیا وَ اور أَعَادَ اعادہ کیا لَكَ تیرے لیے مَرَّتَيْنِ دوہرا

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام میں سے دو شخص سفر کے لیے نکلے تو نماز کا وقت ہو گیا اور ان کے پاس (اس وقت) پانی نہیں تھا۔ اس لیے دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی بھی مل گیا تو ان دونوں میں سے ایک صحابی نے دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھی اور دوسرے صحابی نے نماز کا اعادہ نہیں کیا۔ پھر جب دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو جس صحابی نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ٹھیک طریقہ اختیار کیا اور تم نے جو نماز (تیمم کر کے) پڑھی وہ تمہارے لیے کافی ہو گئی اور جن صاحب نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی تھی ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں دوہرا ثواب ملے گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی موقع پر تیمم کر کے نماز پڑھ لی جائے اور پھر بعد میں وقت کے اندر پانی مل بھی جائے تو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو فرمایا: تم نے جو کچھ کیا ٹھیک مسئلہ کے مطابق کیا اور جس صحابی نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی تھی ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں دوہرا اجر ملے گا کیوں کہ تم نے دوبارہ جو نماز پڑھی وہ نفل ہو گی اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں فرماتا۔

اس حدیث مبارک سے اجتہاد کا جواز ثابت ہوتا ہے کہ دونوں صحابہ کرام نے اجتہاد کیا۔ ایک کے اجتہاد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درست قرار دیا اور دوسرے کے اجتہاد کو درست نہیں فرمایا البتہ ثواب سے محروم بھی قرار نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ اگر مجتہد کا اجتہاد درست ہو تو دو ہیں، اگر اجتہاد میں خطا ہو جائے تب بھی ایک اجر ہے، اجر سے محرومی نہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

اَلتَّمْرِیْنُ الْاَوَّلُ

خالی جگہ پر کریں:

1: مسواک کر کے پڑھی جانے والی نماز بغیر مسواک کے پڑھی جانے والی نماز سے........... گُنا فضیلت رکھتی ہے۔

2: موزوں پر مسح کرنا احادیث........... سے ثابت ہے۔

3: جس آدمی پر وضو یا غسل واجب ہو تو پانی نہ ملنے کی صورت میں........... کر سکتا ہے۔

4: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت مشقت میں پڑ جائے گی تو میں ہر وضو کے ساتھ........... کو لازم کر دیتا۔

5: قیامت میں وضو کرنے والے امتیوں کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں........... ہوں گے۔

6: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفقت و تربیت کرنے میں........... کی طرح ہیں۔

7: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا میں........... استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

8: قضائے حاجت کے لیے قبلہ کی طرف........... کر کے نہ بیٹھا جائے۔

9: مسواک منہ کو بہت زیادہ........... سبب ہے۔

10: استحاضہ ایک قسم کی........... کا خون ہوتا ہے۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1: مجھ سے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسح فرماتے تھے۔ یہ قول ہے:

حسن بصری کا　　　ابن سیرین کا　　　سعید بن مسیب کا

2: ”حروریہ“ فرقہ منسوب ہے:

روافض کی طرف　　　خوارج کی طرف　　　معتزلہ کی طرف

3: نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کو آتا ہے:

ماہانہ بچے کی ولادت کے بعد بیماری کی حالت میں

4: میں موزوں پر مسح کا اس وقت تک قائل نہیں ہوا جب تک اس کے دلائل میرے پاس روزِ روشن کی طرح نہ پہنچ گئے۔ یہ قول ہے:

امام ابو حنیفہ کا امام مالک کا امام شافعی کا

5: اعضائے وضو کو دھونا چاہیے:

2 مرتبہ 3 مرتبہ 4 مرتبہ

6: باوضو ہونے کے باوجود وضو کرنے پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں:

10 30 70

7: استنجے میں صفائی کے لیے کم از کم اتنے ڈھیلے / ٹشو استعمال کرنے چاہییں:

1 2 3

8: مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت ہے:

2 دن 3 دن 5 دن

9: مقیم کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت ہے:

1 دن 3 دن 5 دن

10: حائضہ عورت قضا کرے گی:

نماز روزہ دونوں

مختصر جواب لکھیں:

1: استنجا کے چند آداب بیان کریں۔

2: حدیث مبارک کی روشنی میں مسواک کی فضیلت بیان کریں۔

3: مسواک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

4: مسواک کے چند فوائد لکھیں۔

5: حدیث مبارک کی روشنی میں وضو کرنے کا مکمل طریقہ بیان کریں۔

6: حدیث مبارک کی روشنی میں غسل کرنے کا مکمل طریقہ بیان کریں۔

7: حائضہ عورت کا حکم بیان کریں۔

8: استحاضہ کون سا خون ہوتا ہے؟

9: نفاس کی زیادہ سے زیادہ کتنی مدت ہے؟

10: نفاس کی کم سے کم مدت کتنی ہے؟

11: استحاضہ کے دنوں میں نماز معاف ہے یا نہیں؟

12: تیمم سے نماز پڑھنے کے بعد پانی مل جائے تو کیا وضو کرنا ضروری ہوتا ہے؟

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ،
صَلَوَاتُ اللهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اَلْبَابُ الثَّانِیْ: اَلصَّلٰوۃُ

دوسرا باب: نماز

طہارت جو نماز کی شرط ہے اسے ذکر کرنے کے بعد عبادات میں اہم ترین عبادت "نماز" کو ذکر کیا جاتا ہے۔

اس باب میں آپ پڑھیں گے !!!

اس باب میں درج ذیل عنوانات کے متعلق احادیث پڑھیں گے:

اوقاتِ نماز	اذان	صف بندی کی ترتیب
مسائلِ نماز	مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق	
خواتین کا جمعہ و عیدین میں شرکت نہ کرنا		متعلقاتِ نوافل

اس باب میں آپ سیکھیں گے !!!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ!

2: احادیث کا بامحاورہ ترجمہ!

3: تشریح الحدیث!

4: ضروری فوائد!

5: مشقی سوالات!

فصل نمبر 1: اوقاتِ نماز

حدیث نمبر 1:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدَیْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 154

يَقُوْلُ فرماتے ہیں اَسْفِرُوْا خوب روشن کر کے پڑھو اَعْظَمُ بہت زیادہ ہے لِلْاَجْرِ ثواب کے لیے

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: فجر کو خوب روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں نماز فجر کا مسنون وقت بیان کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز روشنی میں پڑھی جائے۔ بہتر یہ ہے کہ سورج نکلنے سے اتنی دیر پہلے پڑھی جائے کہ اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا پڑے تو سورج نکلنے سے پہلے دوبارہ پڑھی جاسکے۔ یاد رہے یہ مسنون وقت ہے ورنہ وقت داخل ہونے کے بعد سے لے کر وقت داخل ہونے سے پہلے بھی کسی وقت پڑھی جاسکتی ہے، جیسا کہ عموماً رمضان المبارک میں صبح سحری میں جلدی جاگنے کی وجہ سے اول وقت میں نماز پڑھی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ باجماعت نماز کے اجر و ثواب میں شریک ہو سکیں۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 538

اَبْرِدُوْا ٹھنڈا کرو بِالظُّهْرِ ظہر کی نماز کو فَاِنَّ پس بیشک شِدَّةَ الْحَرِّ گرمی کی شدت مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (گرمی کے موسم میں) نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں گرمیوں میں ظہر کا مستحب وقت بیان کیا گیا ہے کہ ظہر کو قدرے ٹھنڈا کر کے پڑھنا چاہیے یعنی ظہر کو وقت داخل ہوتے ہی نہ پڑھیں بلکہ تاخیر سے پڑھیں۔ یاد رہے کہ یہ مستحب وقت کا بیان ہے ورنہ نماز ظہر کا وقت تو زوال کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت میں اگر کوئی شخص نماز پڑھنا چاہے تو بلا کراہت درست ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَئَلَ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ.

موطا امام مالک: رقم الحدیث 12

سَئَلَ اس نے سوال کیا عَنْ کے بارے میں وَقْتِ الصَّلٰوةِ نماز کے وقت اَنَا اُخْبِرُكَ میں تمہیں بتاتا ہوں صَلِّ الظُّهْرَ ظہر کی نماز پڑھو اِذَا كَانَ جب ہو جائے ظِلُّكَ آپ کا سایہ مِثْلَكَ آپ کی مثل مِثْلَيْكَ آپ کی دو مثل

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن رافع رضی اللہ عنہما ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے متعلق سوال کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں۔ نماز ظہر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے جتنا ہو جائے اور نمازِ عصر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تم سے دو گنا ہو جائے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ نمازِ ظہر کا وقت زوالِ شمس کے بعد سے لے کر اس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دو گنا ہو جائے۔ زوالِ شمس کی پہچان یہ ہے کہ جب سورج مشرق سے

نکل کر بلند ہوتا چلا جاتا ہے تو اسی قدر دوسری جانب ہر چیز کا سایہ گھٹتا چلا جاتا ہے۔ ٹھیک دوپہر کو ایک وقت ایسا آتا ہے جب سایہ گھٹنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ "زوال" کا وقت ہے۔

پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ عین زوال کے وقت جس چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اسے "اصلی سایہ" کہتے ہیں۔ جب تک ہر چیز کا سایہ اس اصلی سایہ کو نکال کر دوگنا نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ مثلاً عین زوال کے وقت ایک چیز کا اصلی سایہ 6 انچ تھا، جب تک یہ سایہ 18 انچ نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت باقی ہے۔

مستحب یہ ہے کہ گرمیوں میں ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب گرمی کی تیزی ختم ہو جائے اور سردیوں میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

فصل نمبر 2: اذان

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِيْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللهِ اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ؟ فَقَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ؟ فَقُلْتُ: نَدْعُوْ بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ: اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهٗ: بَلٰى قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ: اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ قَالَ: ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّيْ غَيْرَ بَعِيْدٍ، ثُمَّ قَالَ: ثُمَّ تَقُوْلُ إِذَا أَقَمْتَ الصَّلَاةَ: اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ: اِنَّهَا لَرُءْيَا حَقٌّ اِنْ شَاءَ اللهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ قَالَ: فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ

فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَائَهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَارَسُوْلَ اللهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا اُرِیَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 499

لَمَّا جب اَمَرَ حکم دیا بِالنَّاقُوْسِ ناقوس کا يُعْمَلُ عمل کیا جائے لِيُضْرَبَ بِهٖ تاکہ بجایا جائے اس کو لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ نماز پر جمع کرنے کے لیے طَافَ بِیْ میرے ارد گرد پھر رہا تھا وَ اور اَنَا میں نَائِمٌ سویا ہوا تھا رَجُلٌ ایک آدمی يَحْمِلُ اٹھائے ہوئے تھا نَاقُوْسًا ناقوس کو فِیْ يَدِهٖ اپنے ہاتھ میں فَقُلْتُ میں نے کہا يَا عَبْدَ اللهِ اے اللہ کے بندے اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ کیا تم ناقوس بیچو گے؟ فَقَالَ اس نے کہا وَمَا تَصْنَعُ تم کیا کرو گے؟ بِهٖ اس کا فَقُلْتُ میں نے کہا نَدْعُوْ ہم بلائیں گے بِهٖ اس کے ساتھ اِلَى الصَّلٰوةِ نماز کی طرف قَالَ کہنے لگا اَفَلَا اَدُلُّكَ کیا میں تمہاری راہنمائی نہ کروں عَلٰى مَا اس چیز پر جو هُوَ خَيْرٌ بہتر ہو مِنْ ذٰلِكَ اس سے ثُمَّ پھر اِسْتَأْخَرَ عَنِّیْ مجھ سے پیچھے ہٹا غَيْرَ بَعِيْدٍ تھوڑا سا فَقُلْتُ تو میں نے کہا لَهٗ اس کو بَلٰى کیوں نہیں قَالَ کہنے لگے اَصْبَحْتُ میں نے صبح کی اَتَيْتُ میں آیا فَاَخْبَرْتُهٗ پس میں نے اس کو خبر دی بِمَا رَأَيْتُ جو میں نے دیکھا تھا لَرُءْيَا خواب حَقٌّ سچ فَقُمْ پس کھڑے ہو جاؤ مَعَ بِلَالٍ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ اَلْقِ عَلَيْهِ پس اس کو سکھا دو مَا جو رَاَيْتَ تم نے دیکھا فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ پھر وہ اذان دے ان کلمات کے ساتھ مَعَ ساتھ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ میں نے اس کے سامنے یہ کلمات کہے اَنْدٰى صَوْتًا بلند آواز والے مِنْكَ تم سے فَقُمْتُ پس میں کھڑا ہوا فَسَمِعَ ذٰلِكَ پس اس نے یہ آواز سنی وَ اور هُوَ وہ فِیْ میں بَيْتِهٖ اپنے گھر فَخَرَجَ پس وہ نکلے يَجُرُّ رِدَائَهٗ اپنی چادر کھینچتے ہوئے يَقُوْلُ کہنے لگے وَالَّذِیْ قسم ہے اس ذات کی بَعَثَكَ جس نے آپ کو بھیجا ہے بِالْحَقِّ حق کے ساتھ رَأَيْتُ میں نے دیکھا مِثْلَ اسی کی مثل مَا جو اُرِیَ اسے دکھایا گیا

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کی خاطر ناقوس بجانے کا حکم فرمایا تو میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا جو ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اسے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا یہ ناقوس بیچو گے؟ اس نے کہا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: نماز کے لیے لوگوں کو بلائیں گے۔ تو اس نے کہا: میں تمہیں اس سے بہتر الفاظ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں! تو اس نے

کہا یہ کلمات کہا کرو: اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ... الخ۔

(یعنی پوری اذان کے الفاظ سکھائے، اس میں کلمات اذان مکرّر تھے۔)

(حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: پھر وہ شخص مجھ سے تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا اور پھر اس نے کہا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس طرح (کلماتِ اذان) کہو: اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ... الخ۔

(یعنی پوری اذان کے الفاظ سکھائے، لیکن اس میں کلمات اذان ایک ایک مرتبہ تھے، کیونکہ مقصود تاکید تھی، ورنہ اقامت کے کلمات بھی دو دو مرتبہ ہیں جیسا کہ آئندہ روایات میں آرہا ہے۔)

جب میں صبح کا وقت ہوا تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جو خواب میں نے دیکھا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ خواب واقعی سچا ہے ان شاء اللہ۔ تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر جو کلمات خواب میں دیکھے ہیں ان کو سکھلا دو اور وہ ان الفاظ کو اذان کی شکل میں کہتے جائیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز والے ہیں۔ چنانچہ میں بلال (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ان کو ان کلمات کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان دیتے گئے۔ جب عمر (رضی اللہ عنہ) نے یہ آواز سنی اور آپ رضی اللہ عنہ گھر میں تھے تو جلدی سے چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے؛ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جو عبد اللہ بن زید کو دکھایا گیا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے۔

حدیث نمبر 2:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلاً قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ عَلَى جِذْمَةِ حَائِطٍ، فَأَذَّنَ مَثْنَى، وَأَقَامَ مَثْنَى، وَقَعَدَ قَعْدَةً، قَالَ: فَسَمِعَ ذَلِكَ بِلاَلٌ، فَقَامَ فَأَذَّنَ مَثْنَى، وَأَقَامَ مَثْنَى، وَقَعَدَ قَعْدَةً.

مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: 2131

رَأَيْتُ میں نے دیکھا الْمَنَامِ نیند بُرْدَانِ دو چادریں أَخْضَرَانِ سبز جِذْمَةِ حَائِطٍ دیوار پر فَأَذَّنَ اس نے اذان دی مَثْنٰى دو مرتبہ وَأَقَامَ اور اقامت کہی مَثْنٰى دو مرتبہ وَقَعَدَ وقفہ کیا قَعْدَةً تھوڑا سا وقفہ

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی جس پر دو سبز چادریں تھیں، اس نے دیوار پر کھڑے ہو کر اذان و اقامت کہی اور ان کے کلمات دو دو دفعہ کہے۔ راوی کہتے ہیں بلال رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات سنے تو کھڑے ہو کر اذان و اقامت کہی ان کلمات کو دو دو دفعہ کہا اور اذان و اقامت کے درمیان قدرے وقفہ کیا۔

تشریح الحدیث:

ان دو احادیث مبارکہ میں اذان کی مشروعیت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ معراج کی رات پانچ نمازیں فرض ہوئیں تو اس وقت معمول یہ تھا کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو لوگ خود بخود جمع ہو جاتے تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ بات آئی کہ کوئی ایسی علامت ہونی چاہیے کہ نماز کا وقت ہونے پر لوگ با آسانی مسجد میں حاضر ہو جایا کریں۔ مشورہ میں یہ بات رکھی گئی۔ کسی نے بُوق (منہ سے بجایا جانے والا باجا؛ جو عام طور پر اعلان کے موقع پر یا پولیس / فوج کو کہیں جانے یا واپسی کا حکم دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے) اور کسی نے اونچی جگہ پر آگ جلانے کا مشورہ دیا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کی مشابہت کی وجہ سے ان آراء کو مسترد کر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ الانصاری (خزرجی) رضی اللہ عنہ پر اس کا بہت اثر ہوا۔ اسی اثناء میں ان کو خواب آیا کہ سبز لباس پہنے ایک آدمی کے ہاتھ میں ناقوس ہے۔ میں نے کہا: یہ ناقوس مجھے فروخت کر دو، اس نے پوچھا کہ تم اسے خرید کر کیا کرو گے؟ میں نے کہا: اسے بجا کر ہم لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے۔ سبز پوش نے کہا: میں تمہیں اس سے عمدہ اور بہتر الفاظ نہ سکھا دوں؟ میں نے کہا: ضرور سکھائیں! اس شخص نے کہا: اس طرح کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ...... آخر تک پوری اذان سکھا دی۔ پھر اقامت کی تلقین کی کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس طرح کہو اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةِ کہو۔

صبح ہوئی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا خواب بیان کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: اِنَّھَا لَرُءْیَا حَقٌّ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ یہ پکی بات ہے کہ یہ خواب بالکل سچا ہے ان شاء اللہ۔ اس کے بعد کلمات اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بتلانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ کلمات سنے تو اسی وقت گھر سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے میں نے بھی خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے جیسے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو دکھایا گیا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اذان کی مشروعیت کب ہوئی ہے؟ تو اس حوالے سے صحیح روایات سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اذان کی مشروعیت ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی ہے۔

اذان اور اقامت؛ دونوں کے کلمات دوہرے ہیں:

اذان اور اقامت دونوں کے الفاظ دوہرے کہے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ہی دوسری روایت میں اذان و اقامت دونوں کے دوہرے ہونے کا ذکر ہے۔ البتہ صرف "قد قامت الصلاۃ" کے الفاظ اقامت میں تو کہے جاتے ہیں لیکن اذان میں نہیں کہے جاتے۔

یہاں ایک بات ملحوظ رہے کہ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت میں اقامت کے الفاظ اِکہرے کہنے کا ذکر ہے تو واضح رہے کہ اس روایت سے اقامت کے اکہرے ہونے پر استدلال درست نہیں کیونکہ:

اولاً.... مصنف ابن ابی شیبہ اور کتاب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ ہی سے روایت منقول ہے اور اس میں اقامت کے دوہرا ہونے کا ذکر ہے۔

ثانیاً.... حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں بھی اقامت کو اکہرا کہنے کا ذکر اس لیے ہے کہ پہلے اذان کے مکمل الفاظ کا ذکر ہے جو اقامت میں بھی کہے جاتے ہیں۔ اس لیے جب اقامت کا ذکر کیا تو ان کے اجمالاً ذکر پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ "قد قامت الصلاۃ" صرف اقامت میں ہے اور دو مرتبہ ہے اس لیے اس کا ذکر دوہرا ہی کیا۔ اگر اکہرے الفاظ کا مقصد اقامت ہی کو اکہرا کہنے کا حکم دینا تھا تو دوسری روایت میں اس کے دوہرے ہونے کا ذکر

بالکل نہ ہوتا۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ يَا بِلَالُ! اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فِيْ اَذَانِكَ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 195

يَا بِلَالُ اے بلال اِذَا اَذَّنْتَ جب تو اذان کہے فَتَرَسَّلْ تو ٹھہر ٹھہر کر کہہ فِيْ اَذَانِكَ اپنی اذان کو وَاِذَا اَقَمْتَ اور جب تو اقامت کہے فَاحْدُرْ تو جلدی جلدی کہا کر

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے بلال! جب تو اذان کہے تو ٹھہر ٹھہر کر کہا کر اور جب اقامت کہے تو جلدی جلدی کہا کر۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کلمات اذان کو ٹھہر ٹھہر کر اور کلمات اقامت کو جلدی جلدی کہنا چاہیے۔ اذان واقامت کے حوالے سے چند مسائل ملاحظہ فرمائیں:

1: اذان واقامت صرف مرد حضرات دے سکتے ہیں عورت کے لیے اذان اور اقامت دینا جائز نہیں۔

2: مؤذن کا اذان کہتے وقت باوضو ہونا مستحب ہے۔ اگر بغیر وضو اذان کہہ لی جائے تو جائز ہے البتہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ باوضو اذان کہی جائے۔

3: نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے اذان کہنا جائز نہیں۔ اگر وقت سے پہلے اذان دے دی جائے تو وقت داخل ہونے پر اس کا اعادہ کرنا ہو گا۔

فصل نمبر 3: نماز میں صف بندی کی ترتیب

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَأَقَامَ الصَّلَاةَ. فَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ الْغِلْمَانَ خَلْفَهُمْ. ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ فَذَكَرَ صَلَاتَهٗ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا صَلَاةُ قَالَ عَبْدُ الْأَعْلَى: لَا أَحْسَبُهٗ إِلَّا قَالَ: صَلَاةُ أُمَّتِي.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 677

أَلَا أُحَدِّثُكُمْ کیا میں بیان نہ کروں فَأَقَامَ وہ کھڑے ہوئے اَلصَّلَاةَ نماز صَفَّ الرِّجَالَ اس نے مردوں کی صفیں بنوائیں وَصَفَّ اور صفیں بنوائیں اَلْغِلْمَانَ بچوں کی خَلْفَهُمْ ان کے پیچھے ثُمَّ پھر صَلّٰى نماز پڑھائی بِهِمْ ان کو فَذَكَرَ تذکرہ کیا صَلَاتَهٗ ان کی نماز کا لَا أَحْسَبُهٗ میں گمان نہیں کرتا صَلَاةُ أُمَّتِي میری امت کی نماز

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: میں تمہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ نہ بیان کروں؟ پھر انہوں نے بیان کرنا شروع کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے: پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی صفیں بنائیں، ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی۔ راوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا اور اس کے بعد فرمایا: نماز (میں صفوں کی ترتیب) اسی طرح ہوتی ہے۔

(راوی حدیث) حضرت عبد الاعلیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرا غالب گمان یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلَاةُ أُمَّتِي (میری امت کا طریقہ نماز) کے الفاظ ارشاد فرمائے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں صفوں کی ترتیب بیان فرمائی گئی ہے کہ پہلے مردوں کی پھر بچوں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ مردوں کی صفیں آگے ہوں، چھوٹے بچوں کو اگلی صف میں کھڑا نہ کیا جائے بلکہ چھوٹے بچوں کی صفیں مردوں کے پیچھے الگ طور پر بنائی جائیں۔

حدیث نمبر 2:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ. فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ: فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِيْنِهٖ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 232

صَلَّیْتُ میں نے نماز پڑھی مَعَ ساتھ ذَاتَ لَیْلَةٍ ایک رات فَقُمْتُ پس میں کھڑا ہوا عَنْ یَسَارِہٖ ان کی بائیں جانب فَأَخَذَ پس اس نے پکڑا بِرَأْسِيْ میرے سر کو مِنْ وَرَائِيْ میرے پیچھے سے فَجَعَلَنِيْ پس مجھے کھڑا کر دیا عَنْ یَمِیْنِهٖ اپنی دائیں جانب

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں جاکر آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مقتدی ایک ہو تو امام سے تھوڑا سا پیچھے ہو کر دائیں طرف کھڑا ہو۔ یہ صورت صرف مقتدی مرد کے لیے ہے نہ عورت کے لیے۔ اگر عورت مقتدی ہو جیسے تراویح کی نماز میں کسی محرم کی اقتدا میں پڑھ رہی ہو تو بالکل پیچھے ہو کر کھڑی ہو گی۔

فصل نمبر 4: نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ: مِنْ أَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِیْلُ الْإِفْطَارِ وَتَأْخِیْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُكَ یَمِیْنَكَ عَلٰى شِمَالِكَ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

کتاب الخلافیات للبیہقی: ج1 ص342

أَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ نبوت کے اخلاق تَعْجِیْلُ الْإِفْطَارِ جلدی افطار کرنا وَ اور تَأْخِیْرُ السُّحُوْرِ تاخیر سے سحری کرنا وَضْعُكَ تیرا رکھنا یَمِیْنَكَ اپنے دائیں ہاتھ کو عَلٰى شِمَالِكَ اپنے بائیں پر تَحْتَ السُّرَّةِ ناف کے نیچے

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انبیاءِ کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے یہ چیزیں ہیں: روزہ جلدی افطار کرنا، سحری دیر سے کرنا اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

حدیث نمبر2:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 756

اَلسُّنَّةُ سنت یہ ہے وَضْعُ الْكَفِّ ایک ہاتھ کو رکھنا عَلَى الْكَفِّ دوسرے ہاتھ پر فِيْ اَلصَّلَاةِ نماز میں تَحْتَ السُّرَّةِ ناف کے نیچے

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ نماز میں دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

تشریح الحدیث:

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کے لیے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔ لیکن یہاں اس بات کا خیال رہے کہ عورتوں کو اپنے ہاتھ سینہ پر رکھنے چاہییں۔ اس لیے کہ عورت کے بارے میں فقہاء کرام کا اجماع ہے کہ وہ قیام کے وقت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی اور اجماع ایک مستقل دلیل شرعی ہے۔ ذیل میں اجماع کے چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں:

1: امام ابوالقاسم ابراہیم بن محمد القاری الحنفی السمرقندی رحمہ اللہ (ت907ھ) لکھتے ہیں:

وَالْمَرْاَةُ تَضَعُ [يَدَيْهَا] عَلٰى صَدْرِهَا بِالْاِتِّفَاقِ.

مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق: ص153

ترجمہ: عورت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی۔ اس پر سب فقہاء کرام کا اتفاق ہے۔

2: سلطان المحدثین ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت1014ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَرْاَةُ تَضَعُ [يَدَيْهَا] عَلٰى صَدْرِهَا اِتِّفَاقًا لِاَنَّ مَبْنٰى حَالِهَا عَلَى السَّتْرِ.

فتح باب العنایۃ: ج1 ص243 سنن الصلوۃ

ترجمہ: عورت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی۔ اس پر سب فقہاء کرام کا اتفاق ہے، کیونکہ عورت کی حالت کا دارومدار پردے پر ہے۔

3: علامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ (ت1304ھ) لکھتے ہیں:

وَاَمَّا فِیْ حَقِّ النِّسَاءِ فَاتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّ السُّنَّۃَ لَھُنَّ وَضْعُ الْیَدَیْنِ عَلَی الصَّدْرِ لِاَنَّھَا مَا اَسْتَرُ لَھَا.

السعایۃ: ج2 ص156

ترجمہ: رہا عورتوں کے حق میں (ہاتھ باندھنے کا معاملہ) تو تمام فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کے لیے سنت سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔

اس کی تفصیل کے لیے بندہ کا مقالہ "نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا" ملاحظہ فرمائیں۔

فصل نمبر5: امام کے پیچھے قراءت نہ کرنا

حدیث نمبر1:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث846

اِنَّمَا بیشک جُعِلَ بنایا جاتا ہے اَلْاِمَامُ امام لِیُؤْتَمَّ بِہٖ تاکہ اس کی اقتدا کی جائے فَاِذَا پس جب کَبَّرَ وہ تکبیر کہے فَکَبِّرُوْا تو تم تکبیر کہو وَ اور اِذَا قَرَءَ جب وہ قراءت کرے فَاَنْصِتُوْا تو تم خاموش رہو وَ اور اِذَا قَالَ جب وہ پڑھے فَقُوْلُوْا تو تم کہو اٰمِیْنَ امین

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو! جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم "آمین" کہو۔

حدیث نمبر2:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَرَاَ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّھْرِ اَوِالْعَصْرِ فَاَوْمَاَ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَھَاہُ فَاَبٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: اَتَنْھَانِیْ اَنْ اَقْرَءَ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟

فَتَذَاکَرْنَا ذٰلِكَ حَتّٰى سَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ.

کتاب الآثار: رقم الحدیث 113

اَنَّ بیشک رَجُلًا ایک آدمی قَرَاَ قرأت کی خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فِی الظُّهْرِ ظہر میں اَوْ یا اَلْعَصْرِ عصر فَاَوْمَاَ تو اس نے اشارہ کیا اِلَيْهِ اس کی طرف رَجُلٌ ایک آدمی فَنَهَاهُ اس کو روکا فَاَبٰى اس نے انکار کر دیا فَلَمَّا انْصَرَفَ پس جب وہ (نماز سے) پھرا (یعنی فارغ ہوا) قَالَ فرمایا اَتَنْهَانِیْ کیا تو مجھے روکتا ہے؟ اَنْ اَقْرَءَ یہ کہ میں قراءت کروں خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فَتَذَاکَرْنَا ہماری بحث ہو گئی حَتّٰى یہاں تک کہ سَمِعَ سن لیا رَسُوْلُ اللهِ اللہ کے رسول فَقَالَ پس فرمایا اَلنَّبِیُّ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ وہ شخص جو صَلّٰى نماز پڑھے خَلْفَ اِمَامٍ امام کے پیچھے فَاِنَّ پس بیشک قِرَاءَةَ الْاِمَامِ امام کی قراءت لَهٗ اس کے لیے قِرَاءَةٌ قراءت

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ظہر یا عصر کی نماز میں قراءت کی تو ایک دوسرے آدمی نے اس کی طرف اشارہ کیا اور اسے قراءت کرنے سے روکا لیکن وہ شخص نہ رکا۔ جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو روکنے والے سے کہا کہ تم مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قراءت کرنے سے روکتے ہو؟ تو ہماری بحث ہو گئی یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔

تشریح الاحادیث:

مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مقتدی کے لیے جہری اور سری کسی بھی نماز میں سورۃ الفاتحہ اور اس کے بعد کوئی بھی سورت پڑھنا جائز نہیں کیونکہ امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے۔ اس لیے احناف کا موقف یہ ہے کہ مقتدی کے لیے امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ اور اس کے بعد والی سورت کی قراءت کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ نماز جہری ہو یا سری بلکہ اسے خاموش رہنے کا حکم ہے۔

امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے پر مزید دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے:

﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾

الاعراف:204

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰى أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي الصَّلَاةِ.

مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج22 ص150

ترجمہ: امت کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں اتری ہے۔ (کہ جب نماز کے لیے امام قرآن پڑھے تو تم قرآن سنا بھی کرو اور تم چپ بھی رہا کرو۔)

اللہ تعالیٰ نے یہاں دو حکم دیے ہیں:

1: سنا بھی کرو۔ 2: چپ بھی رہا کرو۔

سنا کرو، چپ رہا کرو یہ دو حکم کیوں دیے ہیں؟ کیونکہ نمازیں دو قسم کی ہیں:

نمبر1: جہری نمبر2: سری

جس نماز میں امام اونچی آواز سے قراءت کرے یہ "جہری" نماز ہے۔ جیسے فجر، مغرب اور عشاء اور جس میں امام قراءت آہستہ کرے یہ "سری" نماز ہے۔ جیسے: ظہر، عصر۔

کیونکہ نمازیں دو قسم کی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم بھی دو دیے۔ اب جو آدمی سامنے سے بولے اس کو "سننے والا" تو نہیں کہتے، سننے والا اسے کہتے ہیں جو چپ رہے۔ تو جب امام کی آواز آئے تو حکم ہے ﴿ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ﴾ سنا کرو اور ظہر، عصر میں جب امام کی آواز نہ آئے تو اب تم سن نہیں سکتے لیکن ﴿ اَنْصِتُوْا ﴾ چپ تم نے اب بھی رہنا ہے۔ یہ سننے کا حکم جہری نمازوں کے لیے ہے۔ ان جہری نمازوں میں چپ تو رہنا ہی ہے۔ اور چپ رہنے کا حکم سری نمازوں کے لیے ہے۔ نمازیں دو قسم کی تھیں خدا نے دونوں حکم عطا فرما دیے۔ جہری میں ﴿ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ﴾ اور سری نماز میں ﴿ اَنْصِتُوْا ﴾ آواز نہیں آسکتی، خاموش تم نے اب بھی رہنا ہے۔

اس کی مزید تفصیل کے لیے بندہ کا مقالہ "نماز میں امام کے پیچھے قراءت نہ کرنا" ملاحظہ فرمائیں۔

فصل نمبر 6: آمین آہستہ کہنا

حدیث نمبر 1:

حضرت وائل سے روایت ہے:

اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ قَالَ آمِیْنٌ خَفِضَ بِھَا صَوْتَہٗ

مسند ابی داود طیالسی ص138، مسند احمد ج4 ص389

صَلّٰی نماز پڑھی خَفِضَ بِھَا صَوْتَہٗ آمین آہستہ آواز سے کہی

ترجمہ: حضرت وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کی قراءت کی تو آمین آہستہ آواز سے کہی۔

حدیث نمبر 2:

اَنَّ سَمُرَۃَ بْنَ جُنْدُبٍ وَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ تَذَاکَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدُبٍ اَنَّہٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکْتَتَیْنِ: سَکْتَۃٌ اِذَا کَبَّرَ وَسَکْتَۃٌ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَۃِ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾

سنن ابی داود: ج1، ص122

تَذَاکَرَا دونوں نے آپس میں مذاکرہ کیا فَحَدَّثَ بیان کیا سَکْتَتَیْنِ دو سکتے سَکْتَۃٌ ایک سکتہ اِذَا جب کَبَّرَ اللہ اکبر کہا فَرَغَ فارغ ہوئے قِرَاءَۃِ پڑھنا

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے درمیان نماز میں سکتوں کے متعلق مذاکرہ ہوا تو حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں دو سکتوں کو یاد کیا ایک جب تکبیر تحریمہ کہتے، سکتہ کرتے یعنی خاموش رہتے اور دوسرا جب ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کی قرأت سے فارغ ہوتے تو سکتہ کرتے،

یعنی خاموش رہتے۔

تشریح الاحادیث:

ان دونوں احادیث مبارکہ حدیث مبارک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ امام اور مقتدی؛ دونوں آمین آہستہ کہیں۔

حدیث نمبر3:

عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَايَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِيْنِ.

شرح معانی الآثار: رقم الحدیث 1173

لَايَجْهَرَانِ وہ دونوں بلند آواز سے نہیں کہتے تھے بِ کو بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تسمیہ وَ اور لَا نہ ہی بِالتَّعَوُّذِ تعوذ کو وَ اور لَا نہ ہی بِالتَّاْمِيْنِ آمین کو

ترجمہ: حضرت ابو وائل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما تسمیہ، تعوذ اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ جب امام ﴿وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو امام اور مقتدی؛ دونوں کو آمین آہستہ کہنی چاہیے اور یہ حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما کی سنت ہے۔

اس پر ایک اور اہم دلیل ملاحظہ فرمائیں:

آمین؛ دعا ہے یا اللہ تعالیٰ کا نام ہے:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ جو شافعی المسلک ہیں، فرماتے ہیں یہ جو آمین ہے یا تو "اللہ کا نام" ہے یا آمین "دعا" ہے اور دونوں پر دلیلیں پیش کی ہیں:

[1]: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آمِيْنَ" اِسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

مصنف عبد الرزاق: ج2 ص64 رقم الحدیث 2653

ترجمہ: آمین اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

[2]: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہی۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا﴾

یونس 89:10

ترجمہ: تمہاری دعا قبول کر لی گئی تو تم ثابت قدم رہنا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو بھی دعا کہا ہے اور ہارون علیہ السلام کی آمین کو بھی دعا کہا ہے۔ اس سے پتا چلا کہ آمین دعا ہے۔

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ عَطَاءٌ: آمِيْنَ دُعَاءٌ

صحیح البخاری: کتاب الاذان، تحت باب جہر الامام بالتامین

ترجمہ: امام عطاء رحمہ اللہ (جلیل القدر تابعی ہیں) نے فرمایا: آمین دعا ہے۔

آمین آہستہ کہنے کا استدلال:

معلوم ہوا کہ آمین اللہ تعالیٰ کا نام ہے یا دعا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نام ہو تو قرآن کریم میں ہے: ﴿وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً﴾

الاعراف 205:7

ترجمہ: اپنے رب کو یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ کا نام لو تو آہستہ لیا کرو۔ اگر یہ آمین دعا ہے تو قرآن کریم کہتا ہے:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً﴾

الاعراف 55:7

ترجمہ: اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا آہستہ مانگو۔

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے پر قرآن، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ ہے۔ اگر آمین دعا ہے تب بھی اصل آہستہ ہے، اگر آمین اللہ تعالیٰ کا نام ہے تب بھی ذکر آہستہ ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اس مسئلہ پر) میں کہتا ہوں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف بالکل درست ہے۔ اور میں بھی اسی موقف کا قائل ہوں۔

التفسیر الکبیر للرازی: ج14 ص107

اس لیے احناف کہتے ہیں جب امام ﴿وَ لَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہے تو امام اور مقتدی دونوں کو آمین آہستہ کہنی چاہیے، امام اور مقتدی کو آمین اونچی آواز سے نہیں کہنی چاہیے۔

اس کی تفصیل کے لیے بندہ کا مقالہ "نماز میں آمین آہستہ کہنا" ملاحظہ فرمائیں۔

فصل نمبر 7: نمازی کا رفع یدین نہ کرنا

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَلْقَمَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلّٰى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِيْ أَوَّلِ مَرَّةٍ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 257

اَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ کیا تمہیں نماز نہ پڑھاؤں صَلَاةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فَصَلّٰى پس نماز پڑھی فَلَمْ يَرْفَعْ پس نہیں اٹھائے يَدَيْهِ اپنے ہاتھ إِلَّا مگر فِيْ میں أَوَّلِ مَرَّةٍ پہلی مرتبہ

ترجمہ: حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز نہ پڑھاؤں؟ یہ کہہ کر انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی، اس نماز میں انہوں نے بس پہلی ہی دفعہ (تکبیر تحریمہ کے ساتھ) رفع یدین کیا (اس کے سوا رفع یدین بالکل نہیں کیا)۔

حدیث نمبر 2:

قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ

رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَ بَعْدَ مَا يَرْفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَلَا يَرْفَعُ وَلَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

مسند الحمیدی: ج2ص277رقم614

إِذَا جب إِفْتَتَحَ الصَّلٰوةَ نماز شروع کرتے رَفَعَ يَدَيْهِ رفع یدین کرتے حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ کندھوں تک وَإِذَا أَرَادَ اور جب ارادہ کرتے أَنْ يَّرْكَعَ رکوع کرنے کا وَ بَعْدَ مَا يَرْفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد فَلَا يَرْفَعُ رفع یدین نہ کرتے وَلَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اور نہ ہی سجدوں کے درمیان

ترجمہ: حضرت سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور پھر رکوع کی طرف جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔“

حدیث نمبر 3:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى انْصَرَفَ.

سنن ابی داوٗد: رقم الحدیث 752

رَأَيْتُ میں نے دیکھا رَفَعَ يَدَيْهِ رفع یدین کیا حِيْنَ جب إِفْتَتَحَ الصَّلَاةَ نماز کو شروع کیا ثُمَّ پھر لَمْ يَرْفَعْهُمَا دونوں ہاتھوں کو نہیں اٹھایا حَتّٰى انْصَرَفَ یہاں تک کہ نماز ختم کر لی

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی تو رفع یدین کیا پھر پوری نماز میں رفع یدین نہیں کیا یہاں تک کہ نماز ختم کر لی۔

تشریح الاحادیث:

مذکورہ بالا تینوں روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع

یدین کیا جائے اس کے علاوہ باقی پوری نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے۔

تفصیلی دلائل کے لیے بندہ کا مقالہ "ترک رفع الیدین" ملاحظہ فرمائیں۔

فصل نمبر8: مرد وعورت کے طریقہ نماز میں فرق

حدیث نمبر1:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ... ... فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ! إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ، وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا.

مجمع الزوائد للہیثمی ج9 صفحہ 624 رقم الحدیث 16005

جِئْتُ میں آیا إِذَا صَلَّيْتَ جب تو نماز پڑھے فَاجْعَلْ يَدَيْكَ اپنے ہاتھوں کو اٹھا حِذَاءَ أُذُنَيْكَ اپنے کانوں کے برابر وَ اور اَلْمَرْأَةُ عورت تَجْعَلُ يَدَيْهَا اپنے ہاتھوں کو اٹھائے حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا اپنی چھاتی کے برابر

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (درمیان میں طویل عبارت کو حذف کیا گیا ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے وائل! جب تم نماز پڑھو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر اٹھائے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد جب نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور عورت جب نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر تک اٹھائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد اور عورت کی نماز کے طریقہ میں فرق ہے۔

حدیث نمبر2:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى امْرَأَتَيْنِ تُصَلِّيَانِ فَقَالَ:

إِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِيْ ذٰلِكَ كَالرَّجُلِ.

السنن الکبریٰ مع الجوھر النقی للبیہقی: ج2 صفحہ 223: رقم الحدیث 3325

مَرَّ گزرے عَلَى امْرَأَتَيْنِ دو عورتوں پر تُصَلِّيَانِ دونوں نماز پڑھ رہی تھیں إِذَا سَجَدْتُمَا جب تم دونوں سجدہ کرو فَضُمَّا تو ملا دو بَعْضَ اللَّحْمِ جسم کا کچھ حصہ إِلَى الْأَرْضِ زمین کے ساتھ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ کیونکہ عورت لَيْسَتْ فِي ذٰلِكَ نہیں ہے اس معاملے (سجدے) میں كَالرَّجُلِ مرد کی طرح

ترجمہ: حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو کیونکہ عورت کا حکم سجدہ کی حالت میں مرد کی طرح نہیں ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ... كَانَ يَأْمُرُ الرِّجَالَ أَنْ يَّتَجَافُوْا فِيْ سُجُوْدِهِمْ وَ يَأْمُرُ النِّسَاءَ يَنْخَفِضْنَ فِيْ سُجُوْدِهِنَّ.

السنن الکبریٰ مع الجوھر النقی للبیہقی: ج2 صفحہ 222 رقم الحدیث 3323

كَانَ يَأْمُرُ حکم فرماتے تھے اَلرِّجَالَ مردوں کو أَنْ يَّتَجَافُوْا یہ کہ جدا رکھیں فِيْ سُجُوْدِهِمْ اپنے سجدوں میں وَ اور يَأْمُرُ حکم دیتے تھے اَلنِّسَاءَ عورتوں کو يَنْخَفِضْنَ وہ خوب سمیٹ لیں فِيْ سُجُوْدِهِنَّ اپنے سجدوں میں

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو حکم فرماتے تھے کہ سجدے میں اپنی رانوں کو پیٹ سے جدا رکھیں اور عورتوں کو حکم فرماتے تھے کہ خوب سمٹ کر یعنی رانوں کو پیٹ سے ملا کر سجدہ کریں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کا حکم سجدہ کی حالت میں مرد کی طرح نہیں ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو حکم فرماتے تھے کہ سجدے میں اپنی رانوں کو پیٹ سے جدا

رکھیں اور عورتوں کو حکم فرماتے تھے کہ خوب سمٹ کر یعنی رانوں کو پیٹ سے ملا کر سجدہ کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد اور عورت کے طریقہ نماز میں فرق ہے۔

ضابطہ:

عبادات کی دو قسمیں ہیں: عبادات بدنیہ، عبادات مالیہ۔ مرد و عورت کے مال میں فرق نہیں ہے تو ان کی عبادات مالیہ میں بھی فرق نہیں ہے جیسے زکوٰۃ، عشر اور فدیہ وغیرہ۔ باقی عبادات بدنیہ میں چونکہ مرد اور عورت کے بدن کے تقاضے مختلف ہیں جیسے روزہ ہے کہ عورت چند دن حیض کی وجہ سے نہیں رکھے گی جبکہ مرد پورا مہینہ روزہ رکھے گا، اسی طرح حج عبادت بدنیہ اور عبادت مالیہ دونوں کا مجموعہ ہے تو عبادات مالیہ کو دیکھتے ہوئے مرد اور عورت میں فرق نہیں ہے، دونوں کے لیے مال کی شرط برابر ہے۔ البتہ بدنی کے اعتبار سے فرق ہے تو بدنی عبادات میں بھی فرق ہے جیسے مرد تلبیہ بلند آواز سے اور عورت آہستہ کہے، سلا ہوا کپڑا عورت کے لیے ہے مرد کے لیے نہیں۔ رمل مرد کے لیے ہے عورت کے لیے نہیں۔ حلق مرد کے لیے ہے عورت کے لیے نہیں۔ اس ضابطہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز بدنی عبادت ہے لہٰذا مرد و عورت کی نماز کے طریقہ میں بھی فرق ہونا چاہیے یہ عقل و نقل دونوں کا تقاضا ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے بندہ کا مقالہ ”مرد اور عورت کے طریقہ نماز میں فرق“ ملاحظہ فرمائیں۔

فصل نمبر 9: خواتین کا جمعہ و عیدین میں شرکت نہ کرنا

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 869

لَوْ أَدْرَكَ اگر دیکھ لیتے اَلنَّبِيُّ نبی مَا اَحْدَثَ جو اختیار کیا ہے اَلنِّسَاءُ عورتوں نے لَمَنَعَهُنَّ تو انہیں روک دیتے اَلْمَسْجِدَ مسجد کَمَا جیسا کہ مُنِعَتْ روک دیا گیا تھا نِسَاءُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ بنی اسرائیل کی عورتوں کو

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آج اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کو دیکھ لیتے جو

عورتوں نے اختیار کر رکھی ہیں تو انہیں مسجد جانے سے ضرور روک دیتے، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔

حدیث نمبر2:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللہُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ لَا يُخْرِجُ نِسَاءَهٗ فِي الْعِيْدَيْنِ.

مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم الحدیث 5845

اَنَّهٗ كَانَ بیشک وہ لَا يُخْرِجُ نہیں جانے دیتے تھے نِسَاءَهٗ اپنی بیویاں فِي الْعِيْدَيْنِ عیدین کی نماز کے لیے

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی عورتوں کو نماز عیدین کے لیے نہیں جانے دیتے تھے۔

حدیث نمبر3:

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ رَحِمَهُ اللہُ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَدَعُ امْرَأَةً مِّنْ اَهْلِهٖ تَخْرُجُ اِلٰى فِطْرٍ وَلَا اِلٰى اَضْحٰى.

مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم الحدیث 5846

اَنَّهٗ كَانَ بیشک وہ لَا يَدَعُ اجازت نہیں دیتے تھے اِمْرَأَةً کسی عورت کو مِّنْ اَهْلِهٖ اپنے گھر میں سے تَخْرُجُ یہ کہ وہ نکلے اِلٰى فِطْرٍ عید الفطر کے لیے وَلَا اِلٰى اَضْحٰى اور نہ عید الاضحیٰ کے لیے

ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ اپنے والد گرامی حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنے گھر کی کسی عورت کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے لیے نہیں جانے دیتے تھے۔

تشریح الاحادیث:

ابتداء اسلام میں عورتوں کو دین کے بنیادی احکامات، مسائل اور آداب سے روشناس کرنے کے لیے مختلف اجتماعات مثلاً فرض نماز، جمعہ، عیدین وغیرہ میں شرکت کی اجازت تھی۔ جب یہ ضرورت پوری ہوئی اور عورتیں بنیادی مسائل واحکام سے واقف ہو گئیں تو انہیں ان اجتماعات سے روک دیا گیا۔ مندرجہ بالا روایات اس پر شاہد ہیں۔ لہٰذا اب خواتین کو فرض نماز، جمعہ، عیدین وغیرہ میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔ اب عورتوں کو عیدین وغیرہ کی نمازوں کے لیے جانا مکروہ ہے جیسا کہ جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ رَحِمَهُ اللہُ قَالَ: يُكْرَهُ خُرُوْجُ النِّسَاءِ فِي الْعِيْدَيْنِ.

مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم الحدیث 5844

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو عیدین کی نمازوں کے لیے جانا مکروہ ہے۔

متاخرین فقہاء کرام رحمہم اللہ کا فتویٰ اور عمل بھی یہی ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں پنجگانہ نماز ادا کریں ان کے لیے مسجد آنا اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا؛ ناپسندیدہ ہے موجودہ زمانے میں اس فتوے پر عمل کی ضرورت پہلے کی بنسبت کہیں زیادہ ہے۔

فائدہ:

وعظ و نصیحت کی مجالس باعثِ برکت اور موجبِ اجر و ثواب ہوتی ہیں اس لیے فقہائے کرام رحمہم اللہ اس طرح کی پاکیزہ مجالس میں بھی خواتین کو شرکت کی اجازت چند شرائط کے ساتھ دیتے ہیں۔

چونکہ خواتین کی تربیت اور تعلیمِ دین کی صورتیں ہر جگہ میسر نہیں ہیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کو جمعہ اور عیدین کے اجتماعات میں پابندی کے ساتھ شریک کرنے کے بجائے مہینہ میں ایک یا دو مرتبہ کسی باپردہ جگہ پر جمع کر کے مسائل بتائے جائیں تو زیادہ مناسب ہے۔ لیکن اگر کسی جگہ کوئی صحیح العقیدہ عالم خواتین کی دینی ضرورت کے تحت جمعہ کے اجتماعات میں خواتین کو شریک ہونے کی اجازت دیں اور پردہ کا مناسب انتظام بھی کریں خصوصاً جن مقامات میں ملحدین اور اہل بدعت؛ خواتین کو دینی اجتماعات میں شریک کر کے ان کو بدعقیدہ اور بد عمل بنانے کی کوشش کرتے ہوں تو ان کے مقابلے میں اگر صحیح العقیدہ عالمِ دین خواتین کو ان ملحدین اور اہل بدعت کے اجتماعات سے روکنے کے لیے اپنے ہاں مناسب باپردہ انتظام کریں تو اس کی ضرورت کے درجہ میں اجازت دی جا سکتی ہے۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَهْلُه

فصل نمبر 10: نفل نمازیں

ہر مسلمان کو فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی اہتمام کرنا چاہیے، نوافل نمازوں میں سے تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین کی نمازیں اہم ہیں۔ ذیل میں ان نمازوں کی فضیلت پر احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

نماز تہجد

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَفْضَلُ الصَّلَاۃِ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ صَلَاۃُ اللَّیْلِ.

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث 3772

اَفْضَلُ الصَّلَاۃِ سب سے بہترین نماز بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ فرض نمازوں کے بعد صَلَاۃُ اللَّیْلِ تہجد کی نماز ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَلِیٍّ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ فِیْ الْجَنَّۃِ غُرَفاً تُرٰی ظُھُوْرُھَا مِنْ بُطُوْنِھَا وَبُطُوْنُھَا مِنْ ظُھُوْرِھَا فَقَامَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ لِمَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللہِ؟ فَقَالَ: لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 1984

اِنَّ بیشک فِیْ میں اَلْجَنَّۃِ جنت غُرَفاً بالاخانے ہوں گے تُرٰی نظر آئے گا ظُھُوْرُھَا ان کا باہر کا حصہ مِنْ بُطُوْنِھَا ان کے اندرونی حصہ سے وَ اور بُطُوْنُھَا ان کا اندرونی حصہ مِنْ سے ظُھُوْرِھَا ان کے باہر کا حصہ فَقَامَ کھڑا ہوا اَعْرَابِیٌّ ایک دیہاتی فَقَالَ پوچھنے لگا لِمَنْ کن کے لیے ہوں گے ھِیَ یہ لِمَنْ اس شخص کے لیے اَطَابَ الْکَلَامَ جو اچھا کلام کرے وَ اور اَطْعَمَ الطَّعَامَ مسکینوں کو کھانا کھلائے وَ اور اَدَامَ الصِّیَامَ ہمیشہ روزے رکھے وَ اور صَلّٰی بِاللَّیْلِ

رات کو نماز پڑھے وَ اور اَلنَّاسُ نِیَامٌ جب لوگ سو رہے ہوں

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایسے بالا خانے ہوں گے (وہ اس قدر شفاف ہوں گے) کہ ان کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آئے گا (یہ سن کر) ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول: یہ بالا خانے کن لوگوں کے لیے ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے جو اچھا کلام کرے، مسکینوں کو کھانا کھلائے، ہمیشہ روزے رکھے اور رات کو نماز پڑھے جب دوسرے لوگ سو رہے ہوں۔

تشریح الحدیث:

نماز تہجد تمام نفل نمازوں میں اہم ترین نماز ہے۔ احادیث میں اس کے بڑے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ اس نماز کا مستحب وقت آدھی رات کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ افضل وقت رات کا آخری پہر ہے لیکن اگر کسی کو صبح آنکھ نہ کھلنے کا خوف ہو تو رات کو سوتے وقت بھی پڑھ سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تہجد کی رکعات کے بارے میں مختلف تھی۔ چار، چھ، آٹھ، دس رکعات تک بھی منقول ہیں لیکن اکثر معمول آٹھ رکعت کا تھا۔ نیز تہجد میں ایک سلام کے ساتھ دو رکعتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور ایک سلام کے ساتھ چار رکعتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

نماز اشراق

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 586

مَنْ جو شخص صَلَّى الْفَجْرَ اس نے فجر کی نماز پڑھی فِيْ جَمَاعَةٍ جماعت کے ساتھ ثُمَّ پھر قَعَدَ (وہیں) بیٹھ گیا

یَذۡکُرُاللہَ اللہ کاذکر کرنے کے لیے حَتّٰی یہاں تک کہ تَطۡلُعَ الشَّمۡسُ سورج طلوع ہو گیا ثُمَّ پھر صَلّٰی رَکۡعَتَیۡنِ اس نے دو رکعتیں پڑھیں کَانَتۡ لَہٗ اس کے لیے ہو گا کَاَجۡرِ حَجَّۃٍ وَّ عُمۡرَۃٍ ایک حج اور عمرہ کا اجر تَامَّۃٍ مکمل

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی، پھر وہیں اللہ کا ذکر کرنے بیٹھ گیا یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں تو اس کے لیے ایک مکمل حج اور عمرہ کا ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ "مکمل" کا لفظ (بطور تاکید کے) تین بار ارشاد فرمایا۔

حدیث نمبر2:

عَنۡ حَسَنِ بۡنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: مَنۡ صَلَّی الۡفَجۡرَ ثُمَّ قَعَدَ فِیۡ مَجۡلِسِہٖ یَذۡکُرُ اللہَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰی تَطۡلُعَ الشَّمۡسُ ثُمَّ قَالَ: فَصَلّٰی رَکۡعَتَیۡنِ حَرَّمَ اللہُ عَلَی النَّارِ اَنۡ تَلۡفَحَہٗ اَوۡتَطۡعَمَہٗ.

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث 2958

مَنۡ جس نے صَلَّی الۡفَجۡرَ فجر کی نماز پڑھی ثُمَّ قَعَدَ پھر بیٹھ گیا فِیۡ مَجۡلِسِہٖ اپنی جگہ پر یَذۡکُرُاللہَ عَزَّوَجَلَّ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا حَتّٰی یہاں تک کہ تَطۡلُعَ الشَّمۡسُ سورج طلوع ہو گیا ثُمَّ پھر قَالَ فرمایا فَصَلّٰی رَکۡعَتَیۡنِ پس اس نے دو رکعتیں پڑھیں حَرَّمَ اللہُ اللہ تعالیٰ حرام کر دے گا عَلَی النَّارِ آگ پر اَنۡ تَلۡفَحَہٗ اَوۡتَطۡعَمَہٗ یہ کہ آگ اس کو کھائے

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے فجر کی نماز پڑھی پھر اپنی جگہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگا یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ آگ پر حرام کر دیں گے کہ اسے کھائے۔

تشریح الحدیث:

اشراق کی نماز کا وقت سورج طلوع ہونے کے تقریباً بارہ سے پندرہ منٹ بعد شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی دو یا چار رکعت پڑھی جاسکتی ہیں۔

نماز چاشت

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى الضُّحٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَمَنْ صَلّٰى اَرْبَعاً كُتِبَ مِنَ الْعَابِدِيْنَ وَمَنْ صَلّٰى سِتًّا كُفِيَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَمَنْ صَلّٰى ثَمَانِيًا كَتَبَهُ اللهُ مِنَ الْقَانِتِيْنَ وَمَنْ صَلّٰى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

مجمع الزوائد للہیثمی: رقم الحدیث 3419

صَلَّى الضُّحٰى چاشت کی نماز پڑھی رَكْعَتَيْنِ دو رکعتیں لَمْ يُكْتَبْ نہیں لکھا جائے گا صَلّٰى اَرْبَعاً چار رکعتیں پڑھیں كُتِبَ لکھا جائے گا مِنَ الْعَابِدِيْنَ عابدین میں سے صَلّٰى سِتًّا چھ رکعتیں پڑھیں كُفِيَ کفایت کی جائے گی اس کی ذٰلِكَ الْيَوْمَ اس دن کے لیے صَلّٰى ثَمَانِيًا آٹھ رکعتیں پڑھیں كَتَبَهُ اللهُ اللہ تعالیٰ اس کو لکھ دے گا مِنَ الْقَانِتِيْنَ اطاعت شعاروں میں سے ثِنْتَيْ عَشْرَةَ بارہ رکعتیں بَنَى اللهُ اللہ تعالیٰ بنادے گا بَيْتًا ایک گھر

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے چاشت کی دو رکعات پڑھیں تو اس کا نام غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ جس نے چار رکعات پڑھیں تو اس کا نام عابدین میں لکھا جائے گا۔ جس نے چھ رکعات پڑھیں اس دن اس کی کفایت کی جائے گی،(یعنی اس کی ضروریات پوری کی جائیں گی) جس نے آٹھ رکعات پڑھیں اسے اللہ تعالیٰ اطاعت شعاروں میں لکھ دیں گے اور جس نے بارہ رکعات پڑھیں تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنادیں گے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 1671

قَالَ فرمایا یُصْبِحُ صبح کرتا ہے عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى ہر جوڑ پر مِنْ اَحَدِكُمْ تم میں سے ہر ایک کے صَدَقَةٌ صدقہ ہے فَكُلُّ پس ہر بار تَسْبِيْحَةٍ سبحان اللہ کہنا صَدَقَةٌ صدقہ ہے وَكُلُّ اور ہر بار تَحْمِيْدَةٍ الحمد للہ کہنا تَهْلِيْلَةٍ لا الہ الا اللہ کہنا تَكْبِيْرَةٍ اللہ اکبر کہنا وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نیکی کا حکم کرنا وَنَهْيٌ اور روکنا عَنِ الْمُنْكَرِ برائی سے وَيُجْزِئُ اور کافی ہو جائے گا رَكْعَتَانِ دو رکعتیں

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ ہر بار سُبْحَانَ اللهِ کہنا ایک صدقہ ہے، ہر بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا ایک صدقہ ہے، ہر بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہنا ایک صدقہ ہے، ہر بار اَللهُ اَكْبَرُ کہنا ایک صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم کرنا ایک صدقہ ہے، بری بات سے روکنا ایک صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جنہیں انسان پڑھ لیتا ہے۔

تشریح الحدیث:

ان دونوں احادیث میں چاشت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس نماز کا وقت سورج کے طلوع ہونے کے تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹہ بعد شروع ہو جاتا ہے اور زوال تک رہتا ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ دن کے چوتھائی حصہ گزرنے کے بعد پڑھے۔ اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی عموماً چار رکعت پڑھتے تھے اور کبھی اس سے زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے۔

نماز اوابین

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1167

مَنْ جو شخص صَلّٰى اس نے نماز پڑھی بَعْدَ الْمَغْرِبِ مغرب کی نماز کے بعد سِتَّ رَكْعَاتٍ چھ رکعات لَمْ يَتَكَلَّمْ

نہیں کلام کیا فِيمَا بَيْنَهُنَّ اس کے درمیان بِسُوْءٍ کوئی بری بات عُدِلْنَ لَهٗ یہ برابر ہو جائیں گی اس کے لیے بِعِبَادَةِ عبادت کے برابر ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً بارہ سال کی

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بُری بات نہیں کی تو اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر2:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَاَيْتُ حَبِيْبِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ وَقَالَ: مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

المعجم الاوسط للطبرانی: رقم الحدیث 7245

رَاَيْتُ میں نے دیکھا حَبِيْبِيْ اپنے محبوب کو صَلّٰى نماز پڑھی بَعْدَ الْمَغْرِبِ مغرب کے بعد سِتَّ رَكْعَاتٍ چھ رکعات مَنْ جس شخص نے سِتَّ رَكْعَاتٍ چھ رکعات غُفِرَتْ لَهٗ معاف کر دیئے جائیں گے اس کے لیے ذُنُوْبُهٗ اس کے گناہ وَاِنْ كَانَ اگرچہ وہ (گناہ) ہوں مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں

ترجمہ: میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھیں اور فرمایا کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھیں تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

تشریح الحدیث:

نماز مغرب کے بعد دو رکعت سنت اور اس کے بعد چھ رکعت نوافل پڑھنے کو اوابین کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی دو رکعت سنت اور اس کے بعد چار رکعت نوافل پڑھ لے تو بھی نماز اوابین ادا ہو جائے گی۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اَلتَّمرِینُ الثَّانِیْ

خالی جگہ پر کریں:

1: نماز ظہر کا وقت...........کے بعد شروع ہوتا ہے۔

2: امام کی قراءت ہی...........کی قراءت ہے۔

3: اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت...........کہنی چاہیے۔

4: نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر...........کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

5: عورت کے متعلق فقہاء کا اجماع ہے کہ وہ قیام کے وقت اپنے ہاتھ...........پر رکھے گی۔

6: چاشت کا وقت سورج کے طلوع ہونے کے...........شروع ہو جاتا ہے۔

7: فجر خوب روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ اس کا...........بہت زیادہ ہے۔

8: اگر مقتدی ایک ہو تو امام کے تھوڑا سا پیچھے ہو کر...........طرف کھڑا ہو۔

9: امام جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو! جب وہ قراءت کرے تو تم...........رہو۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1: عورتوں کو عیدین کی نمازوں کے لیے جانا مکروہ ہے۔ یہ قول ہے:

حسن بصری کا　　ابراہیم نخعی کا　　ابن سیرین

2: فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز ہے:

تہجد　　اشراق　　اوابین

3: عموماً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی رکعات پڑھتے تھے:

4رکعات　　8رکعات　　12رکعات

4: حدیث کے مطابق جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھیں اسے عبادت کا ثواب ملے گا:

7سال کی　　12سال کی　　20سال کی

5: حدیث کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہیں، اتنے امور:

3 5 7

6: نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت عورت کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھانے چاہیں:

کانوں کے برابر سینہ کے برابر سر سے اوپر

7: عبادات کی قسمیں ہیں:

2 4 6

8: حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اپنے گھر کی کسی عورت کو نماز پڑھنے کے لیے نہیں جانے دیتے تھے:

عید الفطر کے لیے نماز جمعہ کے لیے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے

9: مغرب کے بعد پڑھے جانے والے نوافل کو کہا جاتا ہے:

اشراق چاشت اوابین

مختصر جواب لکھیں:

1: نماز اوابین کی فضیلت بیان کریں۔

2: مرد نماز میں ہاتھ کہاں باندھے گا؟

3: حدیث مبارک کی روشنی میں نماز میں صف بندی کا طریقہ بیان کریں۔

4: نماز تہجد کی فضیلت بیان کریں۔

5: نماز میں رفع یدین نہ کرنے پر دلیل بیان کریں۔

6: نماز اشراق کی فضیلت بیان کریں۔

7: مرد اور عورت کے طریقہ نماز میں فرق بیان کریں۔

8: نماز میں امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے پر دلیل بیان کریں۔

9: عورت نماز میں ہاتھ کہاں باندھے گی؟

10: نماز میں آمین آہستہ کہنے کی دلیل بیان کریں۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ: اَلزَّکٰوۃُ

تیسرا باب: زکوٰۃ

عبادات میں ایک اہم عبادت زکوٰۃ کی ادائیگی ہے جسے تاکید کے ساتھ قرآن و احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن کریم میں کئی مقامات پہ نماز اور زکوٰۃ کو اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔

اس باب میں آپ پڑھیں گے !!!

اس باب میں آپ درج ذیل عنوانات کے متعلق احادیث پڑھیں گے!

نصابِ زکوٰۃ	مصارفِ زکوٰۃ	زیورات پر زکوٰۃ
مالِ تجارت پر زکوٰۃ	عشر	صدقہ فطر

اس باب میں آپ سیکھیں گے !!!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ!

2: احادیث کا با محاورہ ترجمہ!

3: تشریح الحدیث!

4: ضروری فوائد!

5: مشقی سوالات!

فصل نمبر 1: نصابِ زکوٰۃ

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1459

لَيْسَ نہیں ہے فِيْمَا دُوْنَ اس سے کم میں خَمْسَةِ أَوْسُقٍ پانچ وسق التَّمْرِ کھجور صَدَقَةٌ زکوٰۃ فِيْمَا دُوْنَ اس سے کم میں اَلْوَرِقِ چاندی صَدَقَةٌ زکوٰۃ فِيْمَا دُوْنَ اس سے کم میں خمس پانچ ذَوْدٍ تین سے دس تک مِنَ سے اَلْإِبِلِ اونٹ

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ وسق سے کم مقدار کھجوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم مقدار چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

تشریح الحدیث:

شروع اسلام میں عام طور پر جو لوگ دولت مند ہوتے تھے ان کے پاس مال و دولت تین جنسوں میں سے کسی ایک جنس کی صورت میں ہوتا تھا۔

1: غلہ اور اجناس خصوصاً کھجوروں کی شکل میں

2: چاندی کی شکل میں

3: جانور بالخصوص اونٹ کی شکل میں

تو اس حدیث مبارک میں ان تینوں جنسوں کا نصاب زکوٰۃ بیان فرمایا گیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

1: اگر کھجوریں مالِ تجارت ہوں تو ایسی کھجوروں میں زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے کہ پانچ وسق یا اس سے زائد پر زکوٰۃ

واجب ہو گی، نہ کہ اس سے کم پر۔ یاد رہے کہ ایک وسق تقریباً چھ من کا ہوتا ہے، تو اس حساب سے پانچ وسق کھجوروں کی مقدار تیس من بنتی ہے۔ ایک من 40 کلو گرام کا ہوتا ہے۔

:2 چاندی میں پانچ اوقیہ یا اس سے زائد میں زکوٰۃ واجب ہو گی نہ کہ اس سے کم پر، ایک اوقیہ چاندی چالیس درہم کے برابر ہوتی ہے، تو پانچ اوقیہ دو سو درہم کے برابر ہوئے، جن کا وزن تقریباً ساڑھے باون تولے چاندی بنتا ہے۔

:3 اونٹوں میں نصاب زکوٰۃ یہ ہے کہ پانچ یا پانچ سے زائد اونٹوں میں زکوٰۃ واجب ہو گی نہ کہ اس سے کم میں۔

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا (تقریباً 87.48 گرام) یا ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) یا نقدی یا تجارت کے سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان چاروں چیزوں کا یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت کو صاحبِ نصاب کہا جاتا ہے۔ صاحب نصاب شخص کے مال پر اگر سال گزر جائے تو اسے اپنے مال کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہو گا۔

عشر کے لیے زمینی پیداوار کی مقدار:

زمینی پیداوار کی زکوٰۃ یعنی عشر کے لیے پیداوار کی مقدار شرط نہیں ہے، بلکہ پیداوار کم ہو یا زیادہ اس کا عشر ادا کرنا لازم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾

سورۃ البقرۃ:267

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے اور جو ہم پیداوار ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہو، خرچ کرو۔

اس میں کم یا زیادہ پیداوار کی قید کے بغیر ہی پیداوار کے حق یعنی عشر کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ اسی طرح بہت سی روایات میں پیداوار کی مقدار مقرر کیے بغیر؛ ہر پیداوار پر عشر واجب ہونے کا ذکر ہے۔ مثلاً:

فِيمَا سَقَتْ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1483

ترجمہ: وہ زمین جسے آسمان یعنی بارش کا پانی یا چشمہ سیراب کرتا ہو یا وہ نمی سے خود بخود سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں سے دسواں حصہ لیا جائے اور وہ زمین جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو، اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے۔

باقی حدیثِ مذکور میں جو زکوۃ کے لیے مقدار کو متعین کرنے کا ذکر ہے تو واضح رہے کہ اس حدیث میں زمین کی پیداوار کا نصاب بیان نہیں کیا گیا بلکہ اس میں غلہ کے تاجر کی زکوۃ کا بیان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کے تاجروں کے لیے بھی ایک نصاب متعین فرمادیا ہے کہ جس تاجر کے پاس پانچ وسق (876 کلو گرام اور 800 گرام) غلہ ہو گا اس پر زکوۃ فرض ہو گی۔ غلہ کی یہ مقدار پانچ اوقیہ چاندی (یعنی 52.5 تولہ چاندی) کی قیمت کے برابر ہے۔

لہٰذا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ موقف اپنی جگہ درست ہے کہ زمینی پیداوار پر عشر واجب ہے؛ خواہ پیداوار کم ہو یا زیادہ۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَلَيْسَ فِيْ تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1574

عَفَوْتُ میں نے معاف کر دی اَلْخَيْلِ گھوڑے اَلرَّقِيْقِ غلام فَهَاتُوْا پس تم ادا کرو اَلرِّقَةِ چاندی أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا چالیس درہم تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ ایک سو نوے فَإِذَا بَلَغَتْ جب پورے ہو جائیں مِائَتَيْنِ دو سو خَمْسَةُ پانچ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے گھوڑوں اور غلاموں میں زکوۃ معاف کر دی ہے، لہٰذا تم چاندی کے ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم بطور زکوۃ ادا کرو، اور ایک سو نوے درہم میں بھی کچھ واجب نہیں ہے، جب دو سو درہم پورے ہو جائیں تو ان میں بطور زکوۃ کے پانچ درہم واجب ہوں گے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں دو چیزیں بیان کی گئی ہیں:

1: گھوڑے اور غلام اپنے ذاتی استعمال کے لیے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ البتہ گھوڑے اور غلام اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اس پر روایت آگے آ رہی ہے۔

2: چاندی کا نصاب بیان فرمایا گیا ہے کہ جب تک کسی کے پاس پورے دو سو درہم (612.36 گرام) کے برابر چاندی نہ ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔ اس کی تفصیل پچھلی حدیث کی تشریح میں گزر چکی ہے۔

فصل نمبر 2: مالِ زکوٰۃ پر سال گزرنا

حدیث نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكَاةَ فِيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 632

مَنْ جس شخص کو اِسْتَفَادَ حاصل ہو مَالًا مال فَلَا زَكَاةَ زکوٰۃ نہیں ہے فِيْهِ اس میں حَتّٰى یہاں تک کہ يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ اس پر مکمل سال گزر جائے

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس کسی کو مال حاصل ہو تو اس پر اس کی زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہو گی جب تک اس مال پر سال نہ گزر جائے۔

تشریح الحدیث:

"مال پر ایک سال گزر جائے" کا مطلب یہ نہیں کہ ہر ہر روپے یا مال پر مستقل سال گزرے۔ بلکہ سال گزرنے سے مراد یہ ہے کہ جس تاریخ میں آپ کے پاس پیسہ یا نصاب موجود ہوا، وہ تاریخ نوٹ کر لیں۔ یہ تاریخ قمری (چاند کی) تاریخ ہونی چاہیے۔ اگر تاریخ یاد نہ ہو تو کوئی بھی قمری تاریخ طے کر لیں اور آئندہ سال جب وہی تاریخ آئے اس وقت حساب کر لیں، سال کے درمیان میں پیسے آتے جاتے رہیں، اس سے فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً گزشتہ سال 10 رمضان کو اگر آپ 5 لاکھ روپے کے مالک تھے، جس پر ایک سال بھی گزر گیا تھا۔ زکوٰۃ ادا کر دی گئی

تھی۔ اِس سال رمضان تک جو رقم آتی جاتی رہی اُس کا کوئی اعتبار نہیں، بس اِس رمضان میں دیکھ لیں کہ آپ کے پاس اب کتنی رقم ہے، اور اُس رقم پر زکوٰۃ ادا کر دیں۔ مثلاً اِس رمضان میں 6 لاکھ روپے آپ کے پاس قرض نکال کر باقی بچ گئے ہیں تو 6 لاکھ پر 2.5٪ زکوٰۃ ادا کر دیں۔

زکوٰۃ کے تفصیلی مسائل کے لیے میری کتاب؛ کتاب الفقہ (حصہ اول) اور زکوٰۃ کورس کا مطالعہ کیجیے۔

فصل نمبر 3: مالِ تجارت پر زکوٰۃ

حدیث نمبر 1:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نُعِدُّ لِلْبَيْعِ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1562

كَانَ يَأْمُرُنَا ہمیں حکم دیتے تھے أَنْ یہ کہ نُخْرِجَ ہم نکالیں اَلصَّدَقَةَ زکوٰۃ مِنَ سے اَلَّذِي وہ جو کہ نُعِدُّ ہم تیار رکھتے ہیں لِلْبَيْعِ تجارت کے لیے

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے امابعد کہا: (پھر حدیث نقل کی) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم ان چیزوں میں سے زکوٰۃ نکالیں جنہیں ہم تجارت کے لیے رکھتے ہیں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تجارت کا مال اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اگر کسی شخص نے تجارت کی نیت سے یعنی فروخت کرنے کی نیت سے کوئی بھی چیز خریدی، پلاٹ خریدا یا زمین خریدی تو اس صورت میں اس کی قیمت سے ہر سال زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اور ہر سال مارکیٹ میں جو فروخت کی قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا۔ ہر مالِ تجارت کا یہی حکم ہے۔

مثلاً کوئی پلاٹ دو لاکھ روپے میں خریدا تھا۔ سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت 10 لاکھ ہوگی تو زکوٰۃ 10 لاکھ

سے دینی ہوگی اور اگر پلاٹ ذاتی ضروریات کے لیے خرید اتو اس پر زکوۃ واجب نہیں، اور رقم کو محفوظ کرنے کے لیے اگر پلاٹ خرید اتو اس صورت میں بھی زکوۃ ہر سال واجب ہوگی۔

فصل نمبر 4: زیورات پر زکوۃ

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا: أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هٰذَا؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا، فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَتْ: هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1563

أَنَّ بیشک اِمْرَأَةً ایک عورت أَتَتْ آئی وَ اور مَعَهَا اس کے ساتھ اِبْنَةٌ بیٹی لَهَا اس کی یَدِ ابْنَتِهَا اس کی بیٹی کے ہاتھ مَسَكَتَانِ دو کنگن غَلِيظَتَانِ موٹے مِنْ ذَهَبٍ سونے کے فَقَالَ آپ نے فرمایا لَهَا اس کو أَتُعْطِينَ کیا تو ادا کرتی ہے؟ زَكَاةَ هٰذَا اس کی زکوۃ قَالَتْ لڑکی کہنے لگی لَا نہیں أَيَسُرُّكِ کیا تجھے خوشی ہوگی أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ کہ اللہ تعالیٰ تجھے کنگن پہنائے بِهِمَا ان دونوں کے بدلے میں يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ آگ کے کنگنوں میں سے فَخَلَعَتْهُمَا اس نے دونوں کنگن اتارے فَأَلْقَتْهُمَا اس نے دونوں کنگن رکھ دیے إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وَقَالَتْ اور اس نے کہا هُمَا یہ دونوں لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور بھاری کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تم ان کنگنوں کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا: میں اس کی زکوۃ تو نہیں دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تمہارے لیے یہ بات خوشی کی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں

کنگنوں کی زکوۃ نہ دینے کی وجہ سے قیامت کے دن آگ کے کنگن پہنائے؟ تو اس نے وہ دونوں کنگن ہاتھوں سے اتار کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیے اور عرض کیا: یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

حدیث نمبر2:

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ. فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 635

خَطَبَنَا ہم سے خطاب کیا يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ اے عورتوں کی جماعت تَصَدَّقْنَ زکوۃ دو وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ اگرچہ اپنے زیور ہی سے کیوں نہ ہو فَإِنَّكُنَّ کیونکہ تم میں سے أَكْثَرُ زیادہ أَهْلِ جَهَنَّمَ جہنم والی يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! زکوۃ دیا کرو اگرچہ اپنے زیورات سے ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ قیامت کے دن جہنم والوں میں تم ہی سب سے زیادہ ہو گی۔

تشریح الحدیث:

ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ خواتین کے استعمال کے زیورات پر بھی زکوۃ فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون سے عصر حاضر تک کے جمہور علماء، فقہاء اور محدثین کرام رحمہم اللہ قرآن وسنت کی روشنی میں عورتوں کے سونے یا چاندی کے استعمالی زیور پر وجوبِ زکوۃ کے قائل ہیں، اگر وہ زیور نصاب کے مساوی یا زائد ہو اور اس پر ایک سال بھی گزر گیا ہو۔ لہذا خواتین کو زکوۃ کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

فصل نمبر 5: کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

حدیث نمبر 1:

عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ، وَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا قَالَ: فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَعْطِنِي مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلَا غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتّٰى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْأَجْزَاءِ أَعْطَيْتُكَ حَقَّكَ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1630

أَتَيْتُ میں آیا فَبَايَعْتُهُ میں نے ان کی بیعت کی فَذَكَرَ پس اس نے ذکر کی حَدِيثًا طَوِيلًا لمبی حدیث فَأَتَاهُ پس ان کے پاس آیا رَجُلٌ ایک آدمی فَقَالَ تو اس نے کہا أَعْطِنِي مجھے دیں مِنَ الصَّدَقَةِ زکوٰۃ کے مال میں سے فَقَالَ پس فرمایا لَهُ اس کو إِنَّ بیشک لَمْ يَرْضَ مرضی پر نہیں چھوڑا بِحُكْمِ نَبِيٍّ کسی نبی کے فیصلے پر فِي الصَّدَقَاتِ زکوٰۃ کے معاملے میں حَتّٰى یہاں تک کہ حَكَمَ اس نے فیصلہ فرمادیا هُوَ وہ اللہ تعالیٰ فَجَزَّأَهَا پس اس کو تقسیم کیا ہے ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ آٹھ اجزاء فَإِنْ كُنْتَ پس اگر تو ہے مِنْ تِلْكَ الْأَجْزَاءِ ان حصوں میں سے أَعْطَيْتُكَ میں آپ کو دوں گا حَقَّكَ آپ کا حق

ترجمہ: حضرت زیاد بن حارث صُدائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ راوی نے اس موقع پر ایک طویل حدیث ذکر کی اور اس میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: زکوٰۃ کے مال میں سے مجھے کچھ عنایت فرمایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف کو نہ تو کسی نبی کی مرضی پر چھوڑا ہے اور نہ کسی غیر نبی کی مرضی پر، بلکہ خود ہی فیصلہ فرمایا ہے اور ان کو آٹھ قسموں میں تقسیم کر دیا ہے۔ تو اگر تم ان قسموں میں سے کسی میں آتے ہو تو میں زکوٰۃ کی رقم میں سے تمہیں تمہارا حصہ دوں گا۔ (اگر نہیں آتے تو زکوٰۃ کی رقم میں سے تمہیں نہیں دوں گا)

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصارفِ زکوٰۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے جس حکم کا حوالہ دیا ہے وہ اس آیت میں مذکور ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡهَا وَ الۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِیۡنَ وَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ فَرِیۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ

التوبۃ:60

ترجمہ: صدقاتِ واجبہ تو صرف فقراء، مساکین اور صدقات پر مامور اہلکاروں کا حق ہیں اور ان کا جن کی تالیف قلب مقصود ہو۔ نیز غلاموں کی آزادی، مقروضوں کی امداد اور اللہ کی راہ اور مسافروں کے لیے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرض ہے اور اللہ تعالیٰ سب جاننے والا، کامل حکمت والا ہے۔

پہلا اور دوسرا مصرف: فقراء اور مساکین

فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔
مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی نہ ہو۔

تیسرا مصرف: عاملینِ زکوٰۃ

وہ لوگ جنہیں زکوٰۃ جمع کرنے پر مقرر کیا گیا ہے۔ ان کی تنخواہوں کی ادائیگی زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔

چوتھا مصرف: مؤلفۃ القلوب

نومسلموں کو اسلام پر پختہ کرنے کے لیے۔

پانچواں مصرف: غلام

غلام آزاد کروانا۔

چھٹا مصرف: مقروض

مقروض کو قرض کی ادائیگی یا دیگر ضروریات کے لیے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

ساتواں مصرف: فی سبیل اللہ

فی سبیل اللہ سے اصل مراد مجاہدین ہیں۔ "سبیل اللہ" میں یہ بھی شامل ہے کہ جو شخص دینی علم حاصل کرنے کے لیے مکمل طور پر وقت دے، تو اسے بھی جیب خرچ، کپڑے، کھانا، پینا، رہائش اور کتب وغیرہ لے کر دی جا سکتی ہیں۔

آٹھواں مصرف: ابن سبیل

اس سے مراد مسافر ہے، یعنی ایسا مسافر جس کے پاس زادِ راہ ختم ہو چکا ہے، تو اسے اپنی ضروریات پوری کرنے یا اپنے علاقے تک پہنچنے کے لیے زکوٰۃ سے امداد دی جا سکتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں بھی جن صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ زکوٰۃ کے مال میں سے مجھے کچھ عنایت فرمادیجئے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے یہ آٹھ مصارف خود ہی مقرر فرمادیئے ہیں۔ اگر تم ان میں سے کسی مصرف میں داخل ہو تو میں دے سکتا ہوں، ورنہ نہیں۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ. فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهِ: خُذُوا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 655

أُصِيبَ پہنچایا گیا (مراد یہ کہ فلاں شخص کا نقصان ہو گیا) رَجُلٌ ایک آدمی فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فِي ثِمَارٍ پھلوں میں اِبْتَاعَهَا ان کو خریدا تھا فَكَثُرَ دَيْنُهُ اس پر قرض زیادہ ہو گیا فَقَالَ فرمایا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ اس کو صدقہ دو فَتَصَدَّقَ النَّاسُ پس لوگوں نے صدقہ دیا عَلَيْهِ اس کو فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وہ ادائیگی تک نہ پہنچا وَفَاءَ دَيْنِهِ اس کے مکمل قرضے کو فَقَالَ فرمایا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لِغُرَمَائِهِ اس

کے قرض خواہوں سے خُذُوْا لے لو مَا وَجَدْتُّمْ جو کچھ تمھیں مل رہا ہے وَ اور لَيْسَ نہیں ہے لَكُمْ تمہارے لیے إِلَّا مگر ذٰلِكَ یہی

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے پھل خریدے تھے، کسی آفت و بیماری کی وجہ سے اسے اس قدر نقصان ہوا کہ اس پر قرض زیادہ چڑھ گیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے صدقہ دو۔ چنانچہ لوگوں نے اسے صدقہ دیا مگر وہ اس کے قرض کی مقدار کو نہ پہنچا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا: جتنی مقدار میں مل رہا ہے، لے لو؛ اس کے علاوہ تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں جس صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ دینے کا فرمایا وہ مقروض تھا اس سے معلوم ہوا کہ مقروض کو زکوۃ دی جاسکتی ہے جیسا کہ زکوۃ کے مصارف میں بھی اس کا ذکر کیا جاچکا ہے۔

جب کوئی شخص کسی کو قرض دیتا ہے تو مقروض کے ذمے ہے کہ اس قرض کو واپس کرے۔ یہ قرض خواہ کا حق ہے۔ البتہ اگر کوئی آدمی ایسا مفلس (دیوالیہ) ہو جائے کہ قرض کی ادائیگی سے بالکل عاجز ہو جائے تو قرض خواہوں کو چاہیے کہ جو اس کے پاس میسر ہو وہ تو وصول کر لیں لیکن مزید ادائیگی کے لیے اسے پریشان نہ کریں اور نہ ہی ڈرائیں دھمکائیں بلکہ ایسی صورت میں اسے مزید مہلت دیں تاکہ وہ قرض کی ادائیگی کا بندوبست کر سکے۔ مقروض کے دیوالیہ ہو جانے کی وجہ سے قرض خواہوں کا حق بالکل ساقط نہیں ہوتا۔

باقی حدیث مبارک کے الفاظ "خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ" کہ تمہیں اس کے پاس جو ملے وہی لے لو، اس کے علاوہ تمہیں اور کچھ نہیں ملے گا؛ سے ہرگز یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض دار کے مفلس ہونے کی وجہ سے اس کے ذمہ سے قرض خواہوں کا حق ساقط کر دیا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ فی الوقت جو میسر ہے وہ لے، مزید کی ادائیگی کے لیے اسے مہلت دے دو، اب اس کے پاس چونکہ مزید کچھ ہے ہی نہیں اس لیے تمہیں موجود رقم سے زائد نہیں ملے گا۔

فصل نمبر 6: کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

حدیث نمبر 1:

عَنْ حُبْشِيِّ بِنِ جُنَادَةَ السَّلُولِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ، أَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَأَخَذَ بِطَرَفِ رِدَائِهِ فَسَأَلَهُ إِيَّاهُ فَأَعْطَاهُ وَذَهَبَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ حَرُمَتِ الْمَسْأَلَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ إِلَّا لِذِيْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ، وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ بِهِ مَالَهُ كَانَ خُمُوْشًا فِيْ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَضْفًا يَأْكُلُهُ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 653

سَمِعْتُ میں نے سنا يَقُوْلُ فرماتے ہوئے فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حجۃ الوداع کے موقع پر وَهُوَ اور وہ وَاقِفٌ کھڑے ہوئے تھے بِعَرَفَةَ عرفہ میں أَتَاهُ ان کے پاس آیا أَعْرَابِيٌّ دیہاتی فَأَخَذَ پس اس نے پکڑا بِطَرَفِ رِدَائِهِ آپ کی چادر کا کنارہ فَسَأَلَهُ اور ان سے سوال کیا إِيَّاهُ اسی چادر کا فَأَعْطَاهُ پس آپ نے اس کو دے دیا وَ اور ذَهَبَ وہ چلا گیا فَعِنْدَ ذٰلِكَ اس وقت حَرُمَتِ الْمَسْأَلَةُ سوال کرنا حرام ہوگیا إِنَّ بیشک اَلْمَسْأَلَةَ سوال کرنا لَا تَحِلُّ حلال نہیں ہے لِغَنِيٍّ مالدار کے لیے وَلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ اور نہ صحیح سالم کے لیے إِلَّا مگر لِذِيْ فَقْرٍ فقر والے کے لیے مُدْقِعٍ جان لیوا أَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ یا قرض میں دبے شخص کے لیے وَ اور مَنْ جو سَأَلَ النَّاسَ لوگوں سے سوال کرے لِيُثْرِيَ بِهِ مَالَهُ تاکہ اپنا مال بڑھائے كَانَ خُمُوْشًا داغ ہوگا فِيْ وَجْهِهِ اس کے چہرے میں رَضْفًا ایک پتھر ہوگا يَأْكُلُهُ وہ اسے کھا رہا ہوگا مِنْ سے جَهَنَّمَ جہنم مَنْ وہ شخص شَاءَ چاہے فَلْيُقِلَّ کم کرلے فَلْيُكْثِرْ زیادہ کرلے

ترجمہ: حضرت حبشی بن جنادہ سلولی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات میں کھڑے تھے تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا؛ جس وقت کہ آپ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور آپ کی چادر کا کنارا پکڑ کر آپ سے وہی چادر مانگ لی۔ آپ نے اسے چادر دے دی اور وہ چلا گیا۔ اس وقت سے (بلا ضرورت) سوال کرنا (مانگنا) حرام ہوگیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مالدار اور صحیح سالم آدمی کے

لیے مانگنا جائز نہیں ہے البتہ جان لیوا فقر والے کے لیے اور کسی بھاری تاوان میں دبے شخص کے لیے (مانگنے کی اجازت ہے) اور جو آدمی لوگوں سے محض اپنا مال بڑھانے کے لیے مانگتا ہے تو یہ مال قیامت کے دن اس کے چہرے پر خراش ہوگا اور وہ جہنم کا ایک گرم پتھر ہوگا جسے وہ کھا رہا ہوگا۔ تو جو چاہے کم کھائے اور جو چاہے زیادہ کھائے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ مالدار آدمی کا زکوٰۃ مانگنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی مالدار آدمی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ زکوٰۃ کس کو دینا جائز ہے؟ اس حوالے سے ضابطہ یہ ہے کہ ہر ایسے مسلمان کو جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے (612.36 گرام) چاندی یا اس کی مالیت کے بقدر سونا، نقد رقم، مال تجارت یا روزمرہ کی استعمال سے زائد اشیاء نہ ہوں تو وہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کا مستحق ہے۔

جن آٹھ قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ اب ہم کچھ ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں:

1: کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

2: شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

3: اپنے آباء واجداد یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ اور اپنی آل اولاد یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی وغیرہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ان کے علاوہ باقی رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

4: مسجد میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتے۔

5: مستحق ملازمین کو بطور تنخواہ زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں۔ ہاں تنخواہ کے عنوان کے علاوہ ویسے امداد کے طور پر دے دی جائے تو جائز ہے۔

6: ایسی NGO's اور ادارے جو شرعی حدود کا لحاظ نہیں کرتے، انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

7: مردہ کے ایصال ثواب کے لیے زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں بلکہ دوسری حلال رقم (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ کے علاوہ) سے ایصال ثواب کرنا ہوگا ورنہ میت کو ثواب نہیں پہنچے گا۔

8: جو صاحبِ نصاب ہو، اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

فصل نمبر 7: خاندانِ رسول کو زکوۃ نہیں دے سکتے

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ، وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2482

إِنَّ بیشک هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ یہ صدقات إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ بیشک یہ میل کچیل ہیں اَلنَّاسِ لوگوں کے وَإِنَّهَا اور یہ لَا تَحِلُّ حلال نہیں ہے لِمُحَمَّدٍ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وَلَا اور نہ ہی لِآلِ مُحَمَّدٍ آل محمد کے لیے

ترجمہ: حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ صدقات لوگوں کے مال و دولت کا میل کچیل ہیں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال نہیں ہیں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں:

1: زکوٰۃ و صدقات کو میل کچیل کہا گیا ہے وہ اس اعتبار سے کہ جس طرح میل کچیل نکل جانے کے بعد کپڑا ظاہری نظر میں صاف ہو جاتا ہے اسی طرح زکوٰۃ نکلنے کے بعد باقی مال بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے۔

2: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لیے اور قیامت تک اپنے خاندان بنی ہاشم کے لیے زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کو ناجائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ زکوٰۃ کی رقم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لیے حلال نہیں۔

فائدہ نمبر 1: سادات سے مراد خاندانِ بنوہاشم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس لیے ان کی مدد زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کے علاوہ دیگر رقوم

صدقات سے کی جائے۔

فائدہ نمبر2: اصل یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان یعنی بنو ہاشم کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔ عام طور پر جو مشہور ہے کہ صرف سید کو زکوۃ نہیں دے سکتے؛ یہ ادھوری بات ہے۔ سادات کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے دیگر افراد کو بھی زکوۃ نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی صدقات واجبہ دیے جاسکتے ہیں۔

فائدہ نمبر3: اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک بنی ہاشم سے ہو اور دوسرا غیر بنی ہاشم سے ہو تو جو غیر بنی ہاشم سے ہو اس کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔ اگر باپ بنی ہاشم سے ہو تو اس کی اولاد بھی بنی ہاشم سے شمار ہو گی۔ اگر باپ غیر بنی ہاشم سے ہو، بیوی بنی ہاشم سے ہو تو اولاد غیر بنی ہاشم شمار ہو گی کیونکہ نسب میں باپ کا اعتبار ہوتا ہے، ماں کا نہیں۔

فائدہ نمبر4: اس حدیث مبارک سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے مال زکوۃ کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر2:

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِشَيْءٍ سَأَلَ أَصَدَقَةٌ هِيَ أَمْ هَدِيَّةٌ؟ فَإِنْ قَالُوْا: صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قَالُوْا: هَدِيَّةٌ أَكَلَ .

سنن الترمذی: رقم الحدیث 656

إِذَا جب أُتِيَ لائی جاتی بِشَيْءٍ کوئی چیز سَأَلَ آپ پوچھتے تھے أَصَدَقَةٌ هِيَ کیا یہ صدقہ ہے؟ أَمْ یا هَدِيَّةٌ ہدیہ لَمْ يَأْكُلْ وہ نہ کھاتے أَكَلَ وہ کھا لیتے

ترجمہ: حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تو آپ پہلے یہ پوچھتے تھے: یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے کہ صدقہ ہے تو آپ نہ کھاتے اور اگر کہتے کہ ہدیہ ہے تو پھر تناول فرما لیتے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے زکوۃ کو ناجائز قرار دیا ہے، البتہ ہدیہ لینا درست فرمایا ہے۔ یہی حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا ہے کہ انہیں بھی زکوۃ اور صدقہ دینا درست نہیں

البتہ ہدیہ دینا درست ہے۔ صدقہ اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ سے آخرت کا ثواب مقصود ہوتا ہے اور عموماً نگاہوں میں اس کا دینے والا باعزت اور لینے والا حاجت مند سمجھا جاتا ہے جب کہ ہدیہ سے مقصود جسے ہدیہ دیا جائے اس کا قرب حاصل کرنا اور اس کی عزت کرنا ہوتا ہے گو کہ ثواب ہدیہ دینے پر بھی ملتا ہے اگر ثواب کی نیت سے دیا جائے۔

فصل نمبر 8: زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کرنا

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَعْجِيلِ الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ تَحُلَّ. فَرَخَّصَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ مَرَّةً: فَأَذِنَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1624

سَأَلَ اس نے سوال کیا فِيْ تَعْجِيلِ الصَّدَقَةِ زکوٰۃ کے جلدی ادا کرنے کے بارے میں قَبْلَ أَنْ تَحُلَّ سال گزرنے سے پہلے فَرَخَّصَ لَهُ انہوں نے اس کو رخصت دی فِيْ ذٰلِكَ اس بارے میں قَالَ کہا مَرَّةً ایک مرتبہ فَأَذِنَ لَهُ اس کو اجازت دی

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کی جلدی ادائیگی (سال گزرنے سے پہلے) کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (پیشگی زکوٰۃ ادا کرنے کی) اجازت دی۔

راوی حدیث نے " فَرَخَّصَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ " کے الفاظ کے جگہ " فَأَذِنَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ " (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی انہیں اجازت مرحمت فرمائی) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی سال کے پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے تب بھی جائز ہے۔ جب سال مکمل ہو جائے تو اس وقت مکمل حساب کر لیا جائے۔ جتنی رقم زکوٰۃ کی بنتی ہے اگر

اس سے کم ادا کر چکا ہو تو باقی ماندہ ادا کر دے اور اگر زائد ادا کر چکا ہو تو اس کا حساب آئندہ سال کی زکوۃ کے ساتھ کر لیا جائے۔

فصل نمبر 9: عُشر

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ الْعُشْرُ، وَفِيْمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 639

فِيْمَا اس (فصل، کھیتی) میں جسے سَقَتْ سیراب کرے اَلسَّمَاءُ آسمان وَ اور اَلْعُيُوْنُ چشمے اَلْعُشْرُ دسواں حصہ سُقِيَ سیراب کیا گیا بِالنَّضْحِ کنویں سے پانی کھینچ کر نِصْفُ الْعُشْرِ آدھا عشر (بیسواں حصہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس فصل کی نشوونما بارش یا قدرتی چشمے کے پانی سے کی گئی ہو، اس میں دسواں حصہ اللہ کے لیے ہے، اور جس کی نشوونما کنویں کے ڈول سے کھینچ کر کی گئی ہو تو اس میں بیسواں حصہ اللہ کے لیے ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا اَلْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ."

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1483

فِيْمَا اس (فصل، کھیتی) میں جسے سَقَتِ سیراب کرے اَلسَّمَاءُ آسمان وَالْعُيُوْنُ اور چشمے عَثَرِيًّا رطوبت والی زمین اَلْعُشْرُ دسواں حصہ سُقِيَ سیراب کیا گیا بِالنَّضْحِ کنویں کے پانی سے کھینچ کر نِصْفَ الْعُشْرِ آدھا عشر (یعنی بیسواں حصہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کھیتی بارش

کے پانی یا قدرتی چشمے کے پانی سے سیر اب ہو یا خود بخود سیر اب ہو (مثلاً نہر وغیرہ کے کنارے پر واقع ہو جس کی وجہ سے پانی دینے میں محنت نہ کرنی پڑتی ہو اور نہ ہی پانی کا خرچ ادا کیا جاتا ہو) تو اس میں سے عشر (دسواں حصہ) لیا جائے، اور جس کھیتی میں کنویں (ٹیوب ویل، رہٹ، یا وہ نہری پانی جس کا آبیانہ ادا کیا جائے) سے پانی لیا جائے تو اس میں سے نصف عشر (بیسواں حصہ) لیا جائے۔

تشریح الحدیث:

زکوٰۃ کی طرح عشر بھی مسلمانوں پر لازم ہے اور یہ زمینی پیداوار میں ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا دونوں احادیث مبارکہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ زمین سے جو پیداوار اُگتی ہے اس میں سے ایک خاص مقدار اللہ کے راستے میں دی جائے گی جسے اصطلاح میں "عُشر" کہا جاتا ہے۔

کاشت کے اعتبار سے زمینیں دو طرح کی ہیں:

1: ایسی زمین جس میں سیر اب کرنے والے پانی پر محنت یا خرچہ نہیں ہوتا جیسے بارش، قدرتی چشمہ وغیرہ اس کی پیداوار سے دسواں حصہ بطور عشر کے نکالا جائے گا۔

2: ایسی زمین جس میں سیر اب کرنے والے پانی پر محنت یا خرچہ ہوتا ہے جیسے ٹیوب ویل، کنواں، تالاب اور حوض وغیرہ تو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ نکالا جائے گا۔

فائدہ نمبر 1: عشر کے وجوب کی چند شرائط ملاحظہ ہوں:

1: مسلمان ہونا۔

2: زمین کا عُشری ہونا۔ خراجی زمین پر عشر نہیں۔

3: زمین سے پیداوار کا ہونا۔ لہٰذا اگر کسی وجہ سے پیداوار نہیں ہوئی، مثلاً مالک نے کوتاہی برتی، یا اس نے کھیت کی خبر گیری نہیں کی، یا کسی آفت کے سبب فصل اُگی ہی نہیں تو ہر صورت میں عشر ساقط ہو جائے گا۔ ادا نہیں کیا جائے گا۔

4: پیداوار ایسی چیز ہو جس کو اگانے کا رواج ہو، اور لوگوں کی عادت یہ ہو کہ وہ اسے کاشت کر کے اس سے نفع بھی اٹھاتے ہوں۔ لہٰذا وہ گھاس جو خود بخود اگ آئے یا بے کار قسم کے خودرو درخت اگر کسی زمین میں پیدا ہو جائیں تو

ان میں عشر نہ ہو گا۔ اگر زمین میں بانس یا گھاس وغیرہ آمدن کی غرض سے لگایا گیا ہو تو اس میں عشر ہو گا، اگر خود بخود کوئی درخت اگا ہے تو اس میں نہیں ہو گا۔

فائدہ نمبر 2: عشر میں سال کا پورا ہونا شرط نہیں اور نہ ہی اس میں نصاب شرط ہے بلکہ زمین سے جتنی مرتبہ اور جتنی مقدار میں بھی پیداوار حاصل ہو اس سے عشر ادا کیا جائے گا۔

فصل نمبر 10: صدقہ فطر

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ، صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِّنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيبٍ، فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتّٰى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ، أَنْ قَالَ: إِنِّي أَرٰى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، فَأَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1616

قَالَ فرمایا كُنَّا ہم نُخْرِجُ نکالتے تھے إِذْ جب کہ كَانَ فِينَا ہمارے درمیان ہوتے تھے رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زَكَاةَ الْفِطْرِ صدقۃ الفطر عَنْ كُلِّ ہر ایک کی طرف سے صَغِيرٍ چھوٹا ہو وَ اور كَبِيرٍ بڑا ہو حُرٍّ آزاد ہو وَ اور مَمْلُوكٍ غلام ہو صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ غلہ (گندم کے علاوہ) أَوْ یا صَاعًا مِّنْ أَقِطٍ ایک صاع پنیر میں سے أَوْ یا صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ ایک صاع جو میں سے أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ ایک صاع کھجور میں سے أَوْ یا صَاعًا مِّنْ زَبِيبٍ ایک صاع کشمش میں سے فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ پس ہم اسی طرح نکالتے رہے حَتّٰى قَدِمَ یہاں تک کہ آئے مُعَاوِيَةُ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حَاجًّا حج کے لیے أَوْ یا مُعْتَمِرًا عمرہ کے لیے فَكَلَّمَ النَّاسَ لوگوں سے گفتگو کی عَلَى الْمِنْبَرِ منبر پر فَكَانَ فِيمَا پس اس میں سے جو كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ انہوں نے لوگوں سے باتیں کیں أَنْ قَالَ یہ کہا إِنِّي أَرٰى میری رائے یہ ہے أَنَّ بیشک مُدَّيْنِ دو مد مِنْ سَمْرَاءِ گندم کے اَلشَّامِ ملک شام تَعْدِلُ برابر

ہیں صَاعًا مِنْ تَمْرٍ کھجور کے ایک صاع کے فَأَخَذَ لے لیا اَلنَّاسُ لوگوں نے بِذٰلِكَ اسی کو فَلَا أَزَالُ میں مسلسل کرتا رہوں گا أُخْرِجُهٗ نکالتا رہوں گا أَبَدًا ہمیشہ مَا عِشْتُ جب تک میں زندہ رہوں گا

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے، تو ہم لوگ ہر چھوٹے اور بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے غلہ، پنیر، جو، کھجور یا کشمش سے صدقہ فطر ایک صاع (کی مقدار میں) نکالتے تھے۔ پھر ہمارا صدقہ فطر کی ادائیگی میں یہی طرزِ عمل رہا یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج یا عمرہ کرنے آئے تو انہوں نے منبر پر (بطور خطبہ کے) لوگوں سے چند باتیں کیں، ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ میری رائے یہ ہے کہ یہ گندم جو ملک شام سے آتی ہے اس کے دو مد ایک صاع کھجور کے برابر ہیں، پھر لوگوں نے یہی طریقہ اختیار کر لیا، اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک ہی صاع نکالتا رہوں گا جب تک میں زندہ رہوں گا۔ (اس پر ہمیشگی اختیار کروں گا)

تشریح الحدیث:

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صدقۃ الفطر میں نصف صاع گندم دینے کی جو رائے پیش فرمائی تھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس رائے کے برخلاف مکمل ایک صاع دیا کرتے تھے۔ یہاں یہ وضاحت پیشِ نظر رہنا ضروری ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو نصف صاع گندم دینے کی رائے دی تھی وہ ان کا ذاتی اجتہاد نہیں تھا بلکہ اس موقف پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی مروی ہے:

أَدُّوا صَاعًا مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ.

مسند احمد: 23663

ترجمہ: (صدقۃ الفطر کی ادائیگی میں) گندم کا ایک صاع دو افراد کو ادا کیا کرو۔

نیز حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا حکم بھی یہی منقول ہے، فرماتے ہیں:

صَدَقَةُ الْفِطْرِ عَلٰى كُلِّ مُسلِمٍ صَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ، عَبْدٍ أَوْ حُرٍّ مُدَّانِ مِنْ قُمْحٍ.

سنن الدار قطنی: رقم الحدیث 3462

ترجمہ: صدقۃ الفطر ہر مسلمان پر (ادا کرنا ضروری ہے)، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، غلام ہو یا آزاد (اور اس کی مقدا) گندم کے دو مد ہیں (یعنی آدھا صاع)۔

معلوم ہوا کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اپنی ذاتی رائے نہیں تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی آراء سے مؤید تھی۔ اس لیے اگر کوئی شخص صدقۃ الفطر کی ادائیگی میں نصف صاع گندم دینا چاہے تو بالکل جائز ہے اور اگر اضافی طور پر مکمل ایک صاع دینا چاہے تب بھی درست ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ وَقَالَ: "أَغْنُوْهُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ".

سنن الدار قطنی: رقم الحدیث 2157

قَالَ فرمایا فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ نے متعین کیا زَكَاةَ الْفِطْرِ صدقہ فطر أَغْنُوْهُمْ غرباء کو غنی کرو فِيْ میں هٰذَا الْيَوْمِ اس دن

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر (یعنی صدقۃ الفطر) کو مقرر کر کے ارشاد فرمایا: غرباء کو اس دن غنی کر دو! (یعنی صدقۃ الفطر ادا کر کے ان کی مالی معاونت کرو جس سے وہ مالدار ہو جائیں۔)

تشریح الحدیث:

ان دونوں احادیث کے حوالے سے تین باتیں سمجھیں:

1: صدقہ فطر کا نصاب:

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں کا یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔

یاد رہے کہ وہ اشیاء جو ضرورت و حاجت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود و نمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئی

ہوں اور سارا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی نصاب میں شامل ہوں گی۔

2: صدقۃ الفطر کس کی طرف سے ادا کیا جائے:

مردوں پر جس طرح اپنی طرف سے صدقہ فطر دینا ضروری ہے اس طرح اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ والدین، بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے دینا واجب نہیں۔

3: صدقہ فطر کی مقدار:

احادیث میں صدقہ فطر؛ وزن کے اعتبار سے چار قسم کی چیزوں سے ادا کرنے کا ذکر ملتا ہے:

1: کشمش 2: چھوہارے / کھجور

3: جَو 4: گندم

صدقہ فطر کھجور، کشمش یا جَو کی صورت میں دیا جائے تو ایک صاع کی مقدار دینا چاہیے اور گندم کی صورت میں دیں تو نصف صاع دیا جائے گا۔ ایک صاع کی مقدار ساڑھے تین کلو اور نصف صاع کی مقدار پونے دو کلو ہے۔ بہتر یہ ہے کہ فطرانہ اپنی مالی حیثیت کے مطابق ادا کیا جائے۔ کشمش، کھجور، جو اور آخر میں گندم۔ جتنی اللہ کریم نے استطاعت دی ہو اسی کے مطابق فطرانہ ادا کیا جائے، صرف گندم کو معیار سمجھنا مناسب نہیں ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ. قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُؤَدِّيْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِالْيَوْمِ وَالْيَوْمَيْنِ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1610

أَمَرَنَا ہمیں حکم دیا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صدقۃ الفطر کا أَنْ تُؤَدّٰى یہ کہ ادا کیا جائے قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ لوگوں کے نکلنے سے پہلے إِلَى الصَّلَاةِ نماز (عید الفطر) کی طرف قَالَ راوی کہتے ہیں اِبْنُ عُمَرَ ابن عمر رضی اللہ عنہما يُؤَدِّيْهَا ادا کرتے تھے قَبْلَ ذٰلِكَ اس سے پہلے بِالْيَوْمِ ایک دن وَالْيَوْمَيْنِ اور دو دن

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ لوگوں

کے نماز (عید پڑھنے) کے لیے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دیا جائے۔ راوی کہتے ہیں: کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا طرزِ عمل یہ تھا کہ آپ (عید کے دن سے) ایک یا دو دن پہلے صدقہ فطر ادا کر دیا کرتے تھے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت بیان کیا گیا ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی کا اصل وقت عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے ہے، البتہ رمضان کے شروع یا آخر میں کسی بھی وقت ادا کیا جا سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ رمضان میں ہی ادا کر دیا جائے تاکہ فقراء اور مساکین اپنی حاجات پوری کر سکیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تُخْرِجَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

مصنف ابن ابی شیبہ: رقم الحدیث 5630

ترجمہ: سنت یہ ہے کہ آپ صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیں۔

اس حوالے سے چند مسائل ذہن نشین فرما لیں:

1: اگر کوئی شخص صدقۃ الفطر رمضان المبارک آنے سے پہلے ہی ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ رمضان کی آمد سے پہلے ادا نہ کرے بلکہ رمضان شروع ہونے کے بعد کسی دن ادا کر لے۔

2: اگر کسی نے صدقۃ الفطر ادا نہ کیا حتی کہ عید الفطر کی نماز بھی ادا کر لی گئی تو بھی یہ اس کی ذمہ سے ساقط نہیں ہو گا بلکہ اس کی ادائیگی عمر بھر اس شخص کے ذمہ واجب رہے گی۔ اب یہ شخص جب بھی ادا کرے گا تو اس کے ادائیگی درست سمجھی جائے گی البتہ بلاوجہ تاخیر کی وجہ سے توبہ و استغفار لازم ہے۔

3: اگر کسی شخص نے دوسرے کو نماز عید سے پہلے صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے لیے وکیل بنایا اور وکیل نے کوتاہی کرتے ہوئے صدقۃ الفطر؛ عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو اس تاخیر کا وبال وکیل پر ہو گا، البتہ صدقۃ الفطر اس صورت میں بھی ادا سمجھا جائے گا۔

اَلتَّمرِیْنُ الثَّالِثُ

خالی جگہ پر کریں:

1: قرآن کریم میں کئی مقامات پر نماز اور............کو اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔

2: پانچ وسق سے کم کھجوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم ....میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

3: زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہوتی جب تک مال پر............نہ گزر جائے۔

4: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کا مال نہیں لیتے تھے اور............لے لیتے تھے۔

5: جس زمین کو ٹیوب ویل سے سیراب کیا جاتا ہو اس میں............حصہ عشر ہے۔

6: عشر میں سال کا پورا ہونا شرط نہیں اور نہ ہی اس میں............شرط ہے۔

8: جو مال بڑھانے کی نیت سے مانگے تو یہ مال قیامت کے دن اس کے چہرے پر............ہو گا۔

9: زکوٰۃ کی رقم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لیے............نہیں ہے۔

10: صاحب نصاب مرد پر اپنی طرف سے اور اپنی............کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1: پانچ وسق کھجوروں کی مقدار مَن کے اعتبار سے بنتی ہے:

20 مَن　　30 مَن　　40 مَن

2: ابن السبیل سے مراد ہے:

طالب علم　　مسافر　　غریب

3: کوئی آدمی سال کے پورے ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے تو حکم ہے:

جائز　　ناجائز　　مستحب

4: جس فصل کی نشوونما بارش کے پانی سے کی گئی ہو اس میں اتنا حصہ عشر ہے:

دسواں　　پندرھواں　　بیسواں

5: ایک صاع کی مقدار بنتی ہے:

تین کلو　　ساڑھے تین کلو　　چار کلو

6: قرآن کریم میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کیے گئے ہیں:

5　　8　　10

7: حدیث مبارک میں صدقات کو کہا گیا ہے، لوگوں کے مال و دولت کا:

صاف ستھرا حصہ　　میل کچیل　　دونوں نہیں

8: مقدار سونے پر زکوٰۃ واجب ہے:

7تولے　　ساڑھے سات تولے　　8تولے

9: ساڑھے باون تولے چاندی کے گرام بنتے ہیں:

512.36　　612.36　　712.36

مختصر جواب لکھیں:

1: صاحبِ نصاب کسے کہتے ہیں؟

2: "مال پر سال گزر جائے" کا مطلب کیا ہے؟

3: زکوٰۃ کے مصارف بیان کریں۔

4: کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟

5: کیا شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

6: کیا مسجد میں زکوٰۃ کی رقم لگائی جا سکتی ہے؟

7: صدقہ فطر کا نصاب کیا ہے؟

8: زیورات کی زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر وعید بیان کریں۔

9: فقیر اور مسکین میں فرق بیان کریں۔

10: مؤلفۃ القلوب سے کیا مراد ہے؟

اَلْبَابُ الرَّابِعُ: اَلصَّوْمُ

چوتھا باب: روزہ

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن روزہ ہے جس کی اہمیت شریعت اسلامیہ میں بہت زیادہ بیان فرمائی گئی ہے۔

اس باب میں آپ پڑھیں گے !!!

اس باب میں آپ درج ذیل عنوانات کے متعلق احادیث پڑھیں گے!

فضائلِ روزہ	رؤیتِ ہلال	قضاو کفارہ کے مسائل
کن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے	کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا	سفر میں روزے کا حکم
سحری میں تاخیر افطاری میں تعجیل	عاشورا، ایام بیض اور شوال کے روزے	

اس باب میں آپ سیکھیں گے !!!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ!

2: احادیث کا بامحاورہ ترجمہ!

3: تشریح الحدیث!

4: ضروری فوائد!

5: مشقی سوالات!

فصل نمبر 1: روزہ کی فضیلت

حدیث نمبر 1:

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1896

إِنَّ بیشک فِي الْجَنَّةِ جنت میں بَابًا ایک دروازہ يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ اس کو ریان کہا جاتا ہے يَدْخُلُ داخل ہوں گے مِنْهُ اس میں سے اَلصَّائِمُونَ روزے دار يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن لَا يَدْخُلُ نہیں داخل ہو گا مِنْهُ اس میں سے أَحَدٌ کوئی ایک غَيْرُهُمْ ان کے علاوہ يُقَالُ کہا جائے گا أَيْنَ الصَّائِمُونَ کہاں ہیں روزے دار؟ فَيَقُومُونَ پس وہ کھڑے ہوں گے لَا يَدْخُلُ نہیں داخل ہو گا مِنْهُ اس میں أَحَدٌ کوئی ایک غَيْرُهُمْ ان کے علاوہ فَإِذَا دَخَلُوا پس جب وہ داخل ہو جائیں گے أُغْلِقَ اس کو بند کر دیا جائے گا فَلَمْ يَدْخُلْ پس نہیں داخل ہو گا

ترجمہ: حضرت سہل (بن سعد ساعدی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازوں میں سے ایک خاص دروازہ ہے جس کو "باب الریان" کہا جاتا ہے۔ اس دروازے سے قیامت کے دن صرف روزہ داروں کا داخلہ ہو گا۔ روزہ داروں کے علاوہ کوئی دوسرا اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اس دن پکارا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ بندے جو روزے رکھا کرتے تھے؟ وہ اس پکار پر چل پڑیں گے۔ ان کے سوا کسی اور کا اس دروازے سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔ جب وہ روزہ دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر کسی اور کا اس سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں روزہ کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے کہ روزہ داروں کے لیے جنت میں داخلے کا ایک مخصوص دروازہ ہے جس کا نام "باب الریان" ہے۔ ریان کے لغوی معنی ہیں "پوری پوری سیرابی"۔ گویا یہ بھرپور

سیر ابی اس دروازے کی صفت ہے جس سے روزہ داروں کا داخلہ ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عام طور پر روزہ دار کو جس تکلیف کا احساس سب سے زیادہ ہوتا ہے وہ اس کا پیاسا رہنا ہے۔ اس لیے اس کو بدلے میں جو صلہ اور انعام دیا جائے گا اس میں بھی سب سے زیادہ نمایاں اور غالب پہلو سیر ابی کا ہونا چاہیے۔ اسی مناسبت سے جنت میں روزہ داروں کے داخلہ کے لیے جو مخصوص دروازہ مقرر کیا گیا ہے اس کی خاص صفت سیر ابی ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1904

قَالَ اللهُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كُلُّ عَمَلِ ہر عمل ابْنِ آدَمَ ابن آدم کا لَهُ اس کے لیے إِلَّا مگر اَلصِّيَامَ روزے فَإِنَّهُ پس بیشک وہ لِيْ میرے لیے ہے وَأَنَا أَجْزِي بِهِ اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا وَ اور اَلصِّيَامُ روزے جُنَّةٌ ڈھال وَإِذَا كَانَ يَوْمُ اور جس دن ہو صَوْمِ أَحَدِكُمْ تم میں سے کسی ایک کا روزہ فَلَا يَرْفُثْ نہ وہ بے ہودگی کرے وَلَا يَصْخَبْ اور نہ شور و غل کرے فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ پس اگر کوئی اسے گالی دے أَوْ یا قَاتَلَهُ اس سے جھگڑا کرے فَلْيَقُلْ پس چاہیے کہ وہ اس کو کہہ دے إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ بیشک میں روزے دار آدمی ہوں وَالَّذِيْ قسم ہے اس ذات کی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ روزے دار کے منہ کی بو أَطْيَبُ زیادہ پاکیزہ ہے عِنْدَ اللهِ اللہ کے ہاں مِنْ سے رِيْحِ خوشبو الْمِسْكِ مشک لِلصَّائِمِ روزے دار کے لیے فَرْحَتَانِ دو خوشیاں ہیں يَفْرَحُهُمَا جب وہ خوش ہوتا ہے إِذَا أَفْطَرَ جب روزہ افطار کرے فَرِحَ وہ خوش ہوتا ہے وَإِذَا لَقِيَ اور جب ملاقات کرے گا رَبَّهُ اپنے رب سے فَرِحَ خوش ہو گا بِصَوْمِهِ اپنے روزے کی وجہ سے

ترجمہ: حضرت ابو صالح زیات رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ابن آدم کا ہر اچھا عمل اس کے لیے ہے لیکن روزہ بندہ کی طرف سے خاص میرے لیے ایک عبادت ہے اور میں ہی اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ روزہ ایک ڈھال ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ بے ہودہ اور فحش باتیں نہ کرے اور شور و غل نہ کرے اور اگر کوئی اس سے گالم گلوچ کرے یا اس سے جھگڑا کرنے لگے تو وہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی روزہ کی وجہ سے اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں روزہ کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ روزہ کی عبادت اس لحاظ سے باقی تمام عبادات سے ممتاز اور جدا ہے کہ اس عبادت کا اجر خود اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔ اس لیے تو فرمایا کہ روزہ کی عبادت خاص میرے لیے ہے اور اس کا اجر میں خود دیتا ہوں۔

حدیث کے آخر میں روزہ دار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ جب کسی کا روزہ ہو تو وہ فحش اور گندی باتیں اور شور و شغب بالکل نہ کرے، زبان کو جھوٹ، غیبت، بہتان، چغلی، الزام تراشی، گالم گلوچ، گانے اور فضول گوئی سے پاک رکھے اور زبان کے نشتر سے کسی کا دل نہ دکھائے، کسی کی ہتک عزت، بے عزتی اور رسوائی نہ کرے۔ اور اگر کوئی دوسرا آدمی اس سے الجھنا بھی چاہے تب بھی یہ کوئی سخت بات نہ کہے بلکہ صرف اتنا کہہ کر اس سے الگ ہو جائے کہ بھائی! میرا روزہ ہے۔

ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے اور روزہ کی ڈھال کو پھاڑ ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں جھوٹ، غیبت اور اس قسم کے ناجائز کام کیے جائیں۔ لہٰذا روزہ کے حقیقی فوائد اور ثمرات اس وقت حاصل ہوں گے جب انسان ان گناہ کی چیزوں اور لایعنی کاموں سے بچا رہے۔

فصل نمبر 2: رؤیتِ ہلال

حدیث نمبر 1:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1909

صُومُوا تم روزہ رکھو لِرُؤْيَتِهِ چاند کو دیکھ کر وَ اور أَفْطِرُوْا تم افطار کرو لِرُؤْيَتِهِ چاند کو دیکھ کر فَإِنْ پس اگر غُبِّيَ وہ چھپ جائے / دکھائی نہ دے عَلَيْكُمْ تمہیں فَأَكْمِلُوْا تو تم مکمل کرو عِدَّةَ گنتی شَعْبَانَ شعبان ثَلَاثِيْنَ تیس دن

ترجمہ: ہمیں محمد بن زیاد رحمہ اللہ نے روایت بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یایوں کہتے ہیں کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم (یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے ختم کرو، اور اگر (انیتس تاریخ کو) چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کے مہینہ کی تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: لَا تَصُوْمُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2498

عَنْ سے اَلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذَكَرَ تذکرہ کیا رَمَضَانَ رمضان المبارک فَقَالَ پس اس نے فرمایا لَا تَصُوْمُوْا روزہ نہ رکھو حَتّٰى یہاں تک کہ تَرَوْا تم دیکھ لو اَلْهِلَالَ چاند وَلَا تُفْطِرُوْا اور نہ افطار کرو حَتّٰى یہاں تک کہ تَرَوْهُ چاند کو دیکھ لو فَإِنْ پس اگر أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ تم کو چاند نہ دیکھائی دے فَاقْدُرُوْا لَهٗ تو اس کا حساب پورا کرو

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر رمضان کا تذکرہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کا روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور رمضان کے روزے ختم نہ کرو جب تک کہ شوال کا چاند نہ دیکھو لو اور اگر چاند دکھائی نہ دے تو اس کا حساب پورا کرو۔ (یعنی انیتس کو چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر لو)

تشریح الحدیث:

ان دونوں حدیثوں میں رمضان المبارک کے روزے شروع اور ختم کرنے کا ضابطہ اور معیار بیان کیا گیا ہے اور وہ چاند کا دیکھنا ہے۔ اگر شعبان کے 29 دن پورے ہونے کے بعد چاند نظر آجائے تو رمضان المبارک کے روزے شروع کر دیے جائیں اور اگر 29 ویں کو چاند نظر نہ آئے تو مہینہ کے تیس دن پورے کر کے روزے شروع کیے جائیں۔ اسی طرح رمضان المبارک کے روزے بھی چاند دیکھنے کے اعتبار سے 29 یا 30 رکھے جائیں گے۔

فائدہ نمبر 1:

یہ حدیث روزہ کے بارے میں عام ہے خواہ کوئی بھی روزہ ہو۔ اس حدیث کی رُو سے ہر روزہ میں اپنے اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار ہو گا نہ کہ محض سعودی عرب کی رؤیت کا۔ چنانچہ رمضان المبارک کا روزہ بھی اپنے اپنے ملک کی رؤیت کے اعتبار سے ہو گا کہ جب رمضان المبارک کا چاند نظر آئے تو روزہ رکھ لیا جائے اور جب شعبان کا چاند نظر آئے تو روزہ رکھنا ختم کر لیا جائے یعنی عید کر لی جائے اسی طرح جس دن سعودی عرب میں ذوالحجہ کی 9 تاریخ ہو تو وہاں عرفہ کا روزہ رکھ لیا جائے اور جس دن دیگر ممالک میں 9 ذوالحجہ ہو تو اسی دن ان ممالک میں عرفہ کا روزہ رکھ لیا جائے۔

فائدہ نمبر 2:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جن مہینوں میں سخت گرمی ہوتی ہے مثلاً پاکستان میں مئی، جون، جولائی وغیرہ میں شدید گرمی ہوتی ہے تو اگر ان مہینوں میں رمضان کا مہینہ آجائے تو کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ جن مہینوں میں سردی پڑتی ہے رمضان المبارک کو ان مہینوں میں منتقل کر دیا جائے۔ اس طرح روزے سردی میں آجائیں گے تو مخلوق کے

لیے روزے رکھنا بھی آسان ہو جائے گا اور گرمی کی شدت سے گھبرا کر روزہ نہ رکھنے والے افراد بھی آسانی سے روزہ رکھ لیں گے۔ لیکن یہ نظریہ شریعت اور عقل دونوں کی رو سے باطل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

سورۃ التوبہ:36

ترجمہ: بلاشبہ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے تب سے مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کتاب میں بارہ مہینے ہی ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہی سیدھا پختہ دین ہے، لہذا تم ان مہینوں کی بابت اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔ اور تم سب مل کر مشرکین سے ایسے ہی لڑو جیسے وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ مہینوں کی تعداد میرے (اللہ تعالیٰ کے) نزدیک بارہ ہے ان میں سے چار (ذیقعدہ، ذوالحجہ، محرّم اور رجب) حرمت واحترام والے ہیں۔

مشرکین کی ایک بُری عادت یہ تھی کہ ان حرمت والے مہینوں میں ردوبدل کر دیتے۔ بارہ مہینوں کی گنتی تو پوری کرتے لیکن مہینوں کی ترتیب اپنی مرضی سے رکھتے۔ کبھی ذیقعدہ کے بعد شوال کو لے آتے اور کبھی محرم کے بعد ربیع الاول کو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہینوں کا مقصد صرف عدد اور گنتی پوری کرنا نہیں بلکہ ہر مہینے میں اس سے متعلقہ احکامات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہینوں کو آگے پیچھے کرنے اور اپنی جگہ سے ہٹا دینے سے ان کفار کی گمراہی اور بڑھتی ہے۔ یعنی صرف گنتی پوری کر لینا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہیں ہے بلکہ جس مہینے میں جو حکم دیا گیا ہے اسی مہینے میں اس پر عمل کرنا لازمی اور فرض ہے۔ اگر ان لوگوں کے راستے پر چلا جائے تو یقیناً اسلامی مہینوں میں ردوبدل کرنا پڑے گا جو کہ قرآن کریم کی رو سے کفر بلکہ کفر میں مزید اضافے کا ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا

حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ

سورۃ التوبۃ:37

ترجمہ: مہینوں کو آگے پیچھے کر دینا کفر میں مزید اضافہ ہے، جس سے کفار کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام قرار دے دیتے ہیں تاکہ ان مہینوں کی بس گنتی پوری کر لیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ نتیجۃً وہ اللہ تعالیٰ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں۔ ان کے برے اعمال ان کے لیے خوشنما کر دیے گئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کافروں کو (زبردستی) راہ نہیں دکھاتا۔

اسلام نے جس طرح نماز باجماعت سے اجتماعیت و یک جہتی کا درس دیا ہے اسی طرح پوری دنیا میں رمضان المبارک کے مہینے میں بھی دیگر بے شمار فوائد کے ساتھ ساتھ ایک فائدہ اجتماعیت و یک جہتی کو فروغ دینا بھی ہے۔ اگر رمضان المبارک کے مہینے کو اپنے مَن پسند ایام میں منتقل کر دیا جائے تو پھر پوری دنیا کی اجتماعیت متاثر ہوگی۔ ہر علاقے والے سردی کے مہینوں میں رمضان المبارک کے روزے رکھیں گے تو اس طرح کسی جگہ جنوری فروری میں رمضان ہوگا تو کسی جگہ جون جولائی میں، اس طرح رمضان المبارک کا مقدس مہینہ بازیچہ اطفال بن جائے گا۔

فصل نمبر 3: افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرنا

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ. لِأَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2353

قَالَ فرمایا لَا یَزَالُ ہمیشہ رہے گا اَلدِّیْنُ دین ظَاهِرًا غالب مَا جب تک عَجَّلَ جلدی کرتے رہیں گے اَلنَّاسُ لوگ اَلْفِطْرَ افطار لِاَنَّ کیونکہ اَلْیَهُوْدَ یہود وَ اور اَلنَّصَارٰی نصاری یُؤَخِّرُوْنَ تاخیر کرتے ہیں

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔

حدیث نمبر2:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1957

قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا يَزَالُ ہمیشہ رہیں گے اَلنَّاسُ لوگ بِخَيْرٍ خیر پر مَا جب تک عَجَّلُوا جلدی کرتے رہیں اَلْفِطْرَ افطار

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تک میری امت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے وہ خیر پر رہیں گے۔

تشریح الحدیث:

دونوں حدیثوں میں ایک ہی مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی کی جائے۔ ممکن ہے کہ اس کی ایک حکمت یہ بھی ہو کہ اس میں مسلمانوں کے لیے سہولت ہے اور اس کے برعکس افطار میں تاخیر اور سحری میں جلدی کرنے میں چونکہ اللہ کے بندوں کے لیے مشقت ہے۔ نیز افطار میں تاخیر اور سحری میں جلدی کرنا یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے تو اس سے بچا جائے۔

افطار میں جلدی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے روزہ افطار کر لیا جائے بلکہ جب آفتاب غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو پھر اس سے تاخیر نہ کی جائے۔ اسی طرح سحری میں تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے بہت پہلے سحری نہ کی جائے بلکہ جب صبح صادق کا وقت قریب ہو تو اس وقت کھایا پیا جائے۔ آخری وقت میں سحری کھانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

فصل نمبر4: سفر میں روزہ کا حکم

حدیث نمبر1:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1943

أَأَصُومُ کیا میں روزہ رکھ لوں فِيْ میں اَلسَّفَرِ سفر وَكَانَ اور وہ تھے كَثِيْرَ الصِّيَامِ بہت زیادہ روزے رکھنے والے فَقَالَ پس فرمایا إِنْ اگر شِئْتَ تم چاہو فَصُمْ تو روزہ رکھ لو إِنْ اگر شِئْتَ تم چاہو فَأَفْطِرْ تو چھوڑ دو

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میں سفر میں روزے رکھ لیا کروں؟ چونکہ یہ صحابی بہت روزے رکھا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاہو تو روزہ رکھو اور چاہو تو نہ رکھو۔

تشریح الحدیث:

عام طور پر سفر میں مشقت ہوتی ہے تو شریعت مطہرہ نے یہ رخصت انسانوں کی آسانی کے لیے اور ان کو تنگی سے بچانے کے لیے دی ہے تاکہ تنگی اور حرج لازم نہ آئے۔ اس لیے اگر کوئی شخص سفر میں ہونے کے باوجود روزے میں اپنے لیے کوئی خاص تکلیف اور دشواری محسوس نہ کرتا ہو جیسا کہ ہمارے زمانے میں اچھی گاڑیوں کی وجہ سے عموماً سفر میں مشکل نہیں ہوتی تو وہ روزہ رکھ بھی سکتا ہے اور رخصت پر عمل کرتے ہوئے روزہ چھوڑ بھی سکتا ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ اس طرح کے آسان سفر میں روزہ نہ چھوڑا جائے تاکہ رمضان کے روزے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل چونکہ امت کے لیے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفر میں روزے رکھے ہیں اور کبھی چھوڑے بھی ہیں تاکہ امتی اپنے حالات کے مطابق جس طریقے پر عمل کرنا چاہیں عمل کر سکیں۔

قرآن مجید میں سفر اور بیماری کی حالت میں روزے کی رخصت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

البقرۃ: 158

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور سیدھا راستہ دکھانے والی اور حق و باطل کے درمیان فرق ظاہر کرنے والی روشن دلیلوں پر مشتمل ہے۔ تو تم میں سے جو کوئی اس مہینے میں موجود ہو وہ ضرور اس کے روزہ رکھے۔ اور جو شخص مریض ہو یا سفر پر ہو تو بعد میں گنتی پوری کر لے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے، دشواری پیدا نہیں کرنا چاہتا، تاکہ تم گنتی پوری کر سکو اور تاکہ تم اس بات پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

حدیث نمبر2:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ، فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ، فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2615

غَزَوْنَا ہم جہاد کے لیے نکلے مَعَ ساتھ لِسِتَّ عَشْرَةَ سولہ مَضَتْ گزر گئے مِنْ رَمَضَانَ رمضان المبارک کو فَمِنَّا ہم میں سے کچھ مَنْ صَامَ جس نے روزہ رکھا وَ اور مِنَّا ہم میں سے کچھ مَنْ أَفْطَرَ جس نے روزہ افطار کیا فَلَمْ يَعِبِ اعتراض نہ کیا اَلصَّائِمُ روزے دار عَلَى الْمُفْطِرِ افطار کرنے والے پر وَلَا اور نہ اَلْمُفْطِرُ افطار کرنے والے نے

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سولہویں رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے تو ہم میں سے بعض نے روزے رکھے اور بعض نے (سفر میں رخصت کی وجہ سے) قضاء کیے۔ تو نہ روزے رکھنے والوں نے قضاء کرنے والوں پر اعتراض کیا اور نہ ہی قضاء کرنے والوں نے روزے رکھنے والوں پر اعتراض کیا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے یہ ادب معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی آدمی نے رخصت پر عمل کرتے ہوئے روزہ نہ رکھا تو جس نے روزہ رکھا ہو وہ اس پر زبان سے طعن نہ کرے اور نہ ہی دل میں اسے برا خیال کرے۔

فصل نمبر 5: جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ، وَمَنِ اسْتَقَاءَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1676

مَنْ جس شخص ذَرَعَهُ الْقَيْءُ اس کو قے آجائے فَلَا قَضَاءَ قضاء نہیں ہے عَلَيْهِ اس پر مَنْ وہ شخص اِسْتَقَاءَ قے کرے فَعَلَيْهِ پس اس پر ہے اَلْقَضَاءُ قضاء

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے (خود بخود منہ بھر کے) قے آجائے اس پر روزے کی قضاء لازم نہیں اور جو جان بوجھ کر قے کرے تو اس پر روزہ کی قضا (لازم) ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر آدمی جان بوجھ کر (منہ بھر کے) قے کرلے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کے ذمے روزہ کی قضا لازم ہو گی اور کفارہ نہیں ہو گا۔

روزہ کی حالت میں قے کرنے کے حوالے سے چند مسائل سمجھ لیجیے:

1: اپنے آپ ہی قے آگئی تو روزہ نہیں ٹوٹا، خواہ تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ۔ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کے تھی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں ٹوٹا۔

2: تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصداً لوٹا لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

3: اگر کسی کو قے آگئی اور وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھا لیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے البتہ کفارہ واجب نہیں۔

فصل نمبر 6: جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ: اَلْحِجَامَةُ، وَالْقَيْءُ، وَالِاحْتِلَامُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 719

ثَلَاثٌ تین چیزیں لَا يُفْطِرْنَ نہیں توڑتیں اَلصَّائِمَ روزہ دار اَلْحِجَامَةُ پچھنے لگوانا اَلْقَيْءُ قے، الٹی اَلِاحْتِلَامُ احتلام

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تین چیزیں روزہ دار کے روزے کو نہیں توڑتیں: پچھنے لگوانا، قے ہو جانا اور احتلام۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں تین ایسے امور ذکر کیے گئے ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

1: پچھنے لگوانا، جسے حجامہ کہا جاتا ہے۔

2: قے ہو جانا، اس کی تفصیل پچھلی حدیث میں گزر چکی ہے۔

3: احتلام ہو جانا۔ اگر روزہ دار کو احتلام ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ غسل کرتے وقت کلی کرنے میں یہ احتیاط کرے کہ پانی حلق میں نہ جائے اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالتے وقت نرم ہڈی تک پانی پہنچے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِشْتَكَتْ عَيْنِيْ، أَفَأَكْتَحِلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَ: نَعَمْ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 726

جَاءَ آیا رَجُلٌ ایک آدمی قَالَ اس نے کہا اِشْتَكَتْ تکلیف ہے عَيْنِيْ میری آنکھ میں أَفَأَكْتَحِلُ کیا میں سرمہ لگا

لوں؟ وَ اور أَنَا میں صَائِمٌ روزے دار قَالَ آپ نے فرمایا نَعَمْ جی ہاں

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ میری آنکھ میں تکلیف ہے تو کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں!

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ آنکھ میں سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح آنکھ میں دوا ڈالیں تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا أُحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 725

رَأَيْتُ میں نے دیکھا مَا لَا أُحْصِي جو میں شمار نہیں کر سکتا يَتَسَوَّكُ مسواک کرتے ہوئے وَهُوَ صَائِمٌ اور وہ روزے کی حالت میں تھے

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی دفعہ جسے میں شمار نہیں کر سکتا؛ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے خواہ سوکھی مسواک ہو یا تازہ۔ حتیٰ کہ اگر اسی وقت کی توڑی ہوئی نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ میں معلوم ہوتا ہو تب بھی مکروہ نہیں۔

فصل نمبر 7: روزہ کی قضا اور کفارہ

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَلَكْتُ. فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: " وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ. قَالَ: فَهَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ: لَا. قَالَ: اِجْلِسْ. فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: تَصَدَّقْ بِهِ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا. فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ ثَنَايَاهُ، قَالَ: فَأَطْعِمْهُ إِيَّاهُمْ "، وقَالَ مُسَدَّدٌ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: أَنْيَابُهُ.

سنن ابی داود: رقم الحدیث 2390

أَتَى رَجُلٌ ایک آدمی آیا فَقَالَ وہ کہنے لگا هَلَكْتُ میں ہلاک ہو گیا قَالَ آپ نے پوچھا وَمَا شَأْنُكَ تمہیں کیا ہوا؟ وَقَعْتُ میں نے صحبت کی عَلَى امْرَأَتِي اپنی بیوی کے ساتھ فِي رَمَضَانَ رمضان میں قَالَ آپ نے پوچھا فَهَلْ تَجِدُ کیا تیرے پاس گنجائش ہے مَا تُعْتِقُ کہ تو آزاد کرے رَقَبَةً ایک غلام فَهَلْ تَسْتَطِيعُ کیا تو طاقت رکھتا ہے أَنْ تَصُومَ یہ کہ تو روزے رکھے شَهْرَيْنِ دوماہ مُتَتَابِعَيْنِ لگاتار أَنْ تُطْعِمَ یہ کہ تو کھانا کھلائے سِتِّينَ مِسْكِينًا ساٹھ مسکینوں کو اِجْلِسْ بیٹھ جاؤ فَأُتِيَ پس لایا گیا بِعَرَقٍ ایک ٹوکرا فِيهِ اس میں تَمْرٌ کھجوریں تَصَدَّقْ بِهِ یہ صدقہ کرو مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا ان دونوں علاقوں کے درمیان نہیں ہے أَفْقَرَ زیادہ محتاج مِنَّا ہم سے فَضَحِكَ پس ہنس پڑے حَتَّى یہاں تک کہ بَدَتْ ثَنَايَاهُ آپ کے سامنے کے دانت ظاہر ہو گئے قَالَ آپ نے فرمایا فَخُذْهُ اس کو لے جاؤ فَأَطْعِمْهُ یہ کھلاؤ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر کہا: یا رسول اللہ! میں تو ہلاک ہو گیا، آپ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ (کس چیز نے تمہیں ہلاک کر دیا ہے؟) اس نے عرض کیا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ آپ نے پوچھا: کیا تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے پوچھا: کیا مسلسل دوماہ کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپ نے پوچھا: کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا

کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑا ٹوکرہ لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ نے فرمایا: اسے لے جا کر صدقہ کر دو۔ اس نے عرض کیا: ان دونوں ملے ہوئے علاقوں کے درمیان کی بستی (مدینہ) میں مجھ سے زیادہ محتاج کوئی بھی نہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے والے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ نے فرمایا: اسے لے لو اور جا کر اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔ مسدد کی روایت میں دوسرے مقام پر "ثَنَايَاهُ" کی جگہ "أَنْيَابُهُ" کے الفاظ ہیں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1: جان بوجھ کر جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی حکم جان بوجھ کر کھانے پینے کا ہے۔

2: اس صورت میں کفارہ لازم ہو گا، کفارے کا مطلب یہ ہے کہ لگاتار بغیر ناغے کے دو ماہ کے روزے رکھے۔ ان دو ماہ کے دوران اگر کوئی روزہ چھوڑ دیا تو دوبارہ پھر سے شروع کرے۔ اگر بڑھاپے یا دائمی بیماری کی وجہ سے روزے رکھنا ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلا دے۔

فائدہ نمبر 1: اگرچہ اس حدیث مبارک میں غلام کے آزاد کرنے کا ذکر بھی ہے لیکن ہمارے زمانہ میں چونکہ غلام نہیں ہیں لہٰذا اب دو ہی حکم ہوں گے، مسلسل ساٹھ روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا۔

فائدہ نمبر 2: حدیث مبارک میں مذکور اس صحابی کا کفارہ میں دی جانے والی کھجور کو کھانا یا تو اس صحابی کی خصوصیت ہے یا اس کے مخصوص حالات کے پیش نظر تھا کہ اس وقت وہ اسے کھا لے اور کفارہ اس پر فرض رہے گا، جب کبھی وہ مالدار ہو گا تو کفارہ ادا کرے گا۔

فائدہ نمبر 3: کفارہ صرف رمضان المبارک کے روزے کو رمضان المبارک میں جان بوجھ کر کسی ایسی چیز سے توڑنے پر واجب ہوتا ہے جو غذا یا دوا کے طور پر کھائی جاتی ہے۔ رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینے میں کوئی بھی روزہ توڑنے پر صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ نہیں۔

فائدہ نمبر 4: روزہ جان بوجھ کر توڑنے سے کفارے کے علاوہ ایک روزہ قضا کا بھی الگ سے واجب ہوتا ہے۔

فصل نمبر 8: شوال کے چھ روزے

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2758

مَنْ جس شخص نے صَامَ روزہ رکھا ثُمَّ پھر أَتْبَعَهُ اس کے بعد رکھے سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ شوال کے چھ روزے كَانَ وہ ہو جائے گا كَصِيَامِ الدَّهْرِ پورے سال کے روزوں کی طرح

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ (ثواب میں) پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ.

مسند احمد: رقم الحدیث 23446

مَنْ جس شخص نے صَامَ روزے رکھے رَمَضَانَ رمضان وَ اور سِتًّا چھ مِنْ شَوَّالٍ شوال کے فَقَدْ یقیناً صَامَ اس نے روزے رکھے اَلدَّهْرَ زمانہ بھر

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سارے زمانے کے روزے رکھے۔

تشریح الحدیث:

ان دونوں حدیثوں میں رمضان المبارک کے روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کی فضیلت بیان

کی گئی ہے۔ چنانچہ دونوں حدیثوں میں شوال کے چھ روزے رکھنے کے ثواب کو "پورے زمانے کے روزے" کے ثواب کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھتا ہے تو بقاعدہ "اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا" ایک نیکی کا کم از کم اجر دس گنا ہے۔ اس ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے جائیں تو یہ دو مہینے کے روزوں برابر ہو جاتے ہیں، گویا رمضان اور اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھنے والا پورے سال کے روزوں کے اجر کا مستحق بن جاتا ہے۔ پھر اگر مسلمان کی زندگی کا یہی معمول بن جائے کہ وہ رمضان کے ساتھ ساتھ شوال کے روزوں کو بھی مستقل رکھتا رہے تو یہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی روزوں کے ساتھ گزاری ہو۔

فائدہ: اگر کسی کے ذمہ رمضان کے روزے ہوں تو بہتر ہے کہ پہلے ان روزوں کی قضا کرے، بعد میں شوال کے بقیہ دنوں میں ان چھ روزوں کو رکھے۔ نیز شوال کے یہ چھ روزے عید کے فوراً بعد لگاتار رکھنا ضروری نہیں ہیں بلکہ عید کے دن کے بعد جب بھی چاہے رکھ سکتے ہیں۔ البتہ چھ روزوں کی تعداد شوال ہی میں مکمل ہو۔

فصل نمبر 9: یوم عاشوراء کے روزے

حدیث نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰى غَيْرِهٖ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ. يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ. وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 2006

مَا رَأَيْتُ میں نے نہیں دیکھا يَتَحَرّٰى تلاش کرتے ہوں (مراد اہتمام کرنا ہے) صِيَامَ روزہ يَوْمٍ دن فَضَّلَهٗ جس کی فضیلت بتائی ہو عَلٰى پر غَيْرِهٖ اس کے علاوہ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ عاشوراء کا دن هٰذَا یہ اَلشَّهْرَ مہینہ شَهْرَ رَمَضَانَ رمضان کا مہینہ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی فضیلت والے دن کے روزے کا بہت زیادہ اہتمام اور فکر کرتے ہوں سوائے اس دن یعنی یوم عاشورہ کے

اور سوائے اس ماہ مبارک یعنی رمضان کے۔

تشریح الحدیث:

جس طرح فرض نماز کے ساتھ نوافل کا اہتمام ہوتا ہے اسی طرح رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نفلی روزوں کا اہتمام فرمایا ہے۔ نفلی روزے کے کئی مواقع ہیں:

1: عاشوراء (10 محرّم کو روزہ رکھنا)

2: ایامِ بیض (قمری مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھنا)

3: شوال کے چھ روزے

اس حدیث مبارک میں راوی فرما رہے ہیں کہ نفلی روزوں میں جس قدر اہتمام آپ یوم عاشوراء کے روزے کا کرتے تھے اتنا اہتمام کسی دوسرے نفلی روزے کا نہ کرتے تھے۔

حدیث نمبر2:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا. يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ. فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَهٗ؟ قَالُوْا: هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ. أَنْجَى اللهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ. وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهٗ. فَصَامَهٗ مُوْسٰى شُكْرًا. فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2658

أَنَّ بیشک قَدِمَ آئے اَلْمَدِيْنَةَ مدینہ منورہ فَوَجَدَ دیکھا اَلْيَهُوْدَ یہود صِيَامًا روزہ رکھتے ہوئے يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ دس محرم کا دن فَقَالَ لَهُمْ پس آپ نے ان سے فرمایا مَا هٰذَا یہ کیا ہے اَلْيَوْمُ دن الَّذِيْ جس میں تَصُوْمُوْنَهٗ تم نے روزہ رکھا ہے قَالُوْا وہ کہنے لگے هٰذَا يَوْمٌ یہ دن عَظِيْمٌ بہت بڑا أَنْجَى نجات دی فِيْهِ اس میں وَ اور قَوْمَهٗ ان کی قوم کو وَ اور غَرَّقَ غرق کیا فَصَامَهٗ پس انہوں نے اس دن کا روزہ رکھا شُكْرًا بطور شکرانے کے فَنَحْنُ پس ہم بھی

نَصُوْمُهٗ اس دن کا روزہ رکھتے ہیں فَنَحْنُ پس ہم أَحَقُّ زیادہ حق دار ہیں وَ اور أَوْلٰى زیادہ تعلق والے ہیں فَصَامَهٗ پس اس دن کا روزہ رکھا وَ اور أَمَرَ حکم دیا بِصِيَامِهٖ اس دن کے روزہ رکھنے کا

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: یہ کون سا خاص دن ہے کہ تم اس دن کا روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمارے ہاں یہ بڑی عظمت والا دن ہے۔ اس لیے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کے لشکر کو پانی میں غرق کیا تھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے شکر میں اس دن کا روزہ رکھا تھا اس لیے ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا تعلق تم سے زیادہ ہے اور ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی عاشورہ کا روزہ رکھا اور امت کو بھی اس دن کے روزے کا حکم دیا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں عاشوراء کے دن کی فضیلت کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی تھی اور فرعون اور اس کے لشکر کو پانی میں غرق کیا تھا۔ یہود اسی وجہ سے اس دن کو روزہ رکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ منورہ میں آکر اس دن کے روزے کا زیادہ اہتمام فرمایا اور مسلمانوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اس دن روزہ رکھا کریں۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حِيْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّهٗ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

صحیح مسلم رقم الحدیث:2666

حِينَ جس وقت صَامَ روزہ رکھا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ عاشوراء کا دن وَ اور أَمَرَ حکم دیا بِصِيَامِهٖ اس دن روزہ رکھنے کا تُعَظِّمُهٗ اس کی تعظیم کرتے ہیں فَإِذَا پس جب كَانَ ہو اَلْعَامُ الْمُقْبِلُ آئندہ سال صُمْنَا ہم روزہ رکھیں گے اَلْيَوْمَ التَّاسِعَ نو محرم کا فَلَمْ يَأْتِ پس نہیں آیا اَلْعَامُ الْمُقْبِلُ آئندہ سال حَتّٰی یہاں تک کہ تُوُفِّيَ فوت ہو گئے

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں محرم کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑی تعظیم و اہمیت دیتے ہیں۔ (یعنی آپ ہمیں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیتے ہیں اور عاشوراء کے روزہ جیسی عبادت میں ان کی مخالفت کے بجائے موافقت ہو رہی ہے۔) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ سال اگر اللہ نے چاہا تو ہم نویں تاریخ کا روزہ (بھی ساتھ) رکھیں گے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگلا سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔

تشریح الحدیث:

رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہود اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ یہ ہماری نجات کا دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جو کام خلافِ شریعت نہ ہوں اور ان سے اہل کتاب کو قریب کرنے کا موقع میسر ہو سکتا ہو تو آپ وہ عمل فرما لیتے تھے جیسے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ کچھ عرصہ یوں ہی چلتا رہا جب ان سے قرب کا اِمکان ختم ہو گیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مخالفت کا حکم دیا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے عاشوراء کے روزہ کی ترغیب بھی دی ہے اور یہود کی مخالفت کا حکم بھی دیا، اس دن تو یہود روزہ رکھتے ہیں تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ ہم اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لیں گے تا کہ یہود کی مخالفت ہو جائے۔ آئندہ سال آنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی لیکن اس فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے دن کے ساتھ ایک دن کا مزید روزہ رکھنا ثابت ہوا۔ لہٰذا دس محرم کے ساتھ نو محرم یا گیارہ محرم کا ایک روزہ ملا لیا جائے۔

فصل نمبر 10: ایامِ بیض کے روزے

حدیث نمبر 1:

عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ! إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 761

يَا أَبَا ذَرٍّ اے ابوذر! إِذَا صُمْتَ جب تو روزہ رکھے مِنَ الشَّهْرِ مہینے میں ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تین دن فَصُمْ پس روزہ رکھ ثَلَاثَ عَشْرَةَ تیرہ أَرْبَعَ عَشْرَةَ چودہ خَمْسَ عَشْرَةَ پندرہ

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا: اے ابوذر! جب تم مہینے کے تین روزے رکھو تو (چاند کی) تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے رکھا کرو۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ رَحِمَهَا اللهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقُلْتُ لَهَا: مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُومُ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2744

سَأَلَتْ اس نے سوال کیا أَكَانَ يَصُومُ کیا روزے رکھتے تھے مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ہر مہینے میں ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تین دن نَعَمْ جی ہاں فَقُلْتُ میں نے کہا لَهَا ان کو مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ مہینے کے دنوں میں سے کس دن میں كَانَ يَصُومُ روزہ رکھتے تھے لَمْ يَكُنْ يُبَالِي اس کی پرواہ نہیں کرتے مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ کہ مہینے کا جو بھی دن ہو يَصُومُ وہ روزہ رکھ لیتے

ترجمہ: حضرت معاذہ عدویہ رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ

وسلم ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے۔ حضرت معاذہ نے پوچھا: مہینے کی کن تاریخوں میں روزہ رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: اس بات کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ مہینہ کے کن دنوں میں روزہ رکھیں۔

تشریح الحدیث:

پہلی روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ایام بیض کے روزوں کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔

ایام بیض کہا جاتا ہے قمری مہینہ کے اعتبار سے تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس کا اہتمام فرماتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ میں کسی بھی تین دن کو روزے رکھ لیے جائیں تب بھی فضیلت حاصل ہو جائے گا۔

بیض کا معنیٰ ہے: سفیدی، اُجالا۔ ان تین دنوں میں چاند کی روشنی خوب ہوتی ہے اسی لیے انہیں ایامِ بیض کہا جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِی الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَلتَّمْرِیْنُ الرَّابِعُ

خالی جگہ پر کریں:

1: "باب الریان" سے قیامت کے دن صرف...........کا داخلہ ہو گا۔

2: روزہ دار کی دو خوشیاں: ایک خوشی...........کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

3: چاند دیکھ کر روزے رکھو اور...........دیکھ کر روزے چھوڑ دو۔

4: دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں...........کرتے رہیں گے۔

5: تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ پچھنے لگوانا،...........اور احتلام۔

6: جس نے رمضان کے ساتھ...........کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورا سال روزے رکھے۔

7: ریان کا معنی ہے...........

8: افطار میں تاخیر اور سحری میں جلدی کرنا...........کا طریقہ ہے۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1: "میرے لیے ہے اور اس کا اجر میں خود دوں گا" یہ اس عبادت کے متعلق فرمایا گیا ہے:

نماز　روزہ　زکوٰۃ

2: یومِ عاشورا سے مراد ہے:

یکم محرم　10 محرم　15 محرم

3: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے دن نجات دی تھی:

یکم محرم　10 محرم　12 ربیع الاول

4: ایام بیض سے مراد:

تیرھویں، چودھویں، پندرھویں　بارھویں، تیرھویں، چودھویں

5: جان بوجھ کر روزہ توڑنے کا کفارہ ہے:

30روزے 40روزے 60روزے

6: رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینے میں کوئی بھی روزہ توڑنے پر ہو گا:

قضا کفارہ قضااور کفارہ دونوں

7: اگر روزہ دار کو احتلام ہو جائے تو اس سے:

روزہ ٹوٹے گا روزہ نہیں ٹوٹے گا

8: اَکْتَحِلُ کا معنی ہے:

پچھنے لگانا تیل لگانا سرمہ لگانا

9: جس آدمی نے جان بوجھ کر منہ بھر قے کی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔بتایئے اس کے ذمہ لازم ہے:

قضا کفارہ قضااور کفارہ دونوں

مختصر جواب لکھیں:

1: روزہ کی فضیلت بیان کریں۔

2: روزہ کے ڈھال ہونے کا مطلب کیا ہے؟

3: کیا آنکھ میں سرمہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

4: ایام بیض کے روزوں کی فضیلت بیان کریں۔

5: کیا رمضان کو خود سے سردیوں میں منتقل کیا جاسکتا ہے؟

6: عاشوراء کے روزوں کی فضیلت بیان کریں۔

7: روزہ رکھنے اور عید کرنے کا معیار کیا ہے؟

8: شوال کے چھ روزوں کی فضیلت بیان کریں۔

9: حدیث مبارک میں مذکورہ تین چیزیں بیان کریں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

10: جان بوجھ کر روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

اَلْبَابُ الخَامِسُ: اَلْحَجُّ

پانچواں باب: حج

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن حج بھی ہے جس کی اہمیت شریعت اسلامیہ میں بہت زیادہ بیان فرمائی گئی ہے۔

اس باب میں آپ پڑھیں گے !!!

اس باب میں آپ درج ذیل عنوانات کے متعلق احادیث پڑھیں گے !

حج کی فرضیت وفضیلت	میقات	احرام	تلبیہ
وقوف عرفہ	رمی جمرات	حلق وقصر	طواف
صفامروہ کی سعی	زیارتِ روضۂ اطہر		

اس باب میں آپ سیکھیں گے !!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ !

2: احادیث کا بامحاورہ ترجمہ !

3: تشریح الحدیث !

4: ضروری فوائد !

5: مشقی سوالات !

فصل نمبر 1: حج کی فرضیت

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا، وَذٰلِكَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

سنن الترمذی: رقم الحدیث 812

مَنْ جو شخص مَلَكَ مالک ہو زَادًا سامان رَاحِلَةً سواری تُبَلِّغُهُ جو اس کو پہنچا دے إِلَى بَيْتِ اللهِ بیت اللہ تک لَمْ يَحُجَّ وہ حج نہ کرے فَلَا عَلَيْهِ پس اس پر کوئی فرق نہیں پڑتا أَنْ يَمُوتَ یہ کہ وہ مرے يَهُودِيًّا یہودی أَوْ یا نَصْرَانِيًّا نصرانی وَ اور ذٰلِكَ یہ اَنَّ بے شک وَلِلّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کے لیے عَلَى النَّاسِ لوگوں پر حِجُّ الْبَيْتِ بیت اللہ کا حج ہے مَنِ اسْتَطَاعَ جو طاقت رکھے إِلَيْهِ سَبِيلًا اس کی طرف جانے کی

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور لوگوں کے ذمے اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ اس کا حج کرے۔

تشریح الحدیث:

شریعت کے احکام میں ایک اہم فریضہ حج کی ادائیگی ہے۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے جو بیت اللہ میں متعین دنوں میں ایک مخصوص طریقے سے ادا کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عاشقانہ عبادت ہے جسے ہر سال لاکھوں لوگ ادا کرتے ہیں۔ حج ہر ایسے مسلمان عاقل بالغ پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جو حج پر جانے کے وقت حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ اتنے سرمایہ کا مالک ہو جس سے اس کے بیت اللہ تک آنے جانے اور واپس آنے تک اہل وعیال کا خرچ پورا ہو سکے اور رستہ بھی محفوظ ہو۔ اس حدیث مبارک میں ان لوگوں کے لیے بڑی سخت وعید بیان فرمائی گئی ہے جو حج

کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود بھی حج نہ کریں۔

فائدہ: حدیث میں مذکور اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے یہ آیت مبارکہ مراد ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

آل عمران:97

ترجمہ: اور لوگوں کے ذمے اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ اس کا حج کرے۔ اگر کوئی نہ مانے تو اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔

حدیث نمبر2:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا يُوْجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ: الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 813

جَآءَ آیا رَجُلٌ ایک آدمی إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فَقَالَ پس کہنے لگا يَا رَسُوْلَ اللهِ اے اللہ کے رسول مَا يُوْجِبُ کیا چیز واجب کرتی ہے الْحَجَّ حج کو؟ قَالَ آپ نے فرمایا اَلزَّادُ سامان وَ اور اَلرَّاحِلَةُ سواری

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پوچھا کہ کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ (وجوبِ حج کی شرط کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سامانِ سفر اور سواری۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں حج کی فرضیت کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں: سامان سفر اور سواری۔ قرآن کریم نے بھی " مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا " کی شرط ذکر کی ہے۔ چنانچہ حج ہر ایسے عاقل بالغ مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہوتا ہے جو حج پر جانے کے وقت حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ اتنے سرمایہ کا مالک ہو جس سے اس کے بیت اللہ تک آنے جانے اور واپس آنے تک اہل وعیال کا خرچ پورا ہو سکے۔

حج کی فرضیت کے حوالے سے چند مسائل سمجھ لیجیے:

1: حج فرض ہو جانے کے بعد اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ اولاد کی شادی اور مکانات کی تعمیر وغیرہ پر بھی حج کی ادائیگی مقدم ہے۔

2: عورت پر حج فرض ہونے کے لیے اپنا خرچ اور محرم کا ساتھ ضروری ہے۔

3: اگر حج فرض ہونے کے بعد نہ کیا اور پھر حج کرنے کے بقدر مال نہ رہا تو بھی حج فرض ہی رہے گا۔

فصل نمبر 2: میقات

حدیث نمبر 1:

عَنِ عَبْدِاللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَقَّتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ وَبَلَغَنِيْ أَنَّهُ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ .

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1525

وَقَّتَ میقات مقرر کیا لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مدینہ والوں کے لیے ذَا الْحُلَيْفَةِ ذوالحلیفہ اَلْجُحْفَةَ جحفہ لِأَهْلِ نَجْدٍ نجد والوں کے لیے قَرْنَ قرن بَلَغَنِيْ مجھے یہ بات پہنچی ہے لِأَهْلِ الْيَمَنِ یمن والوں کے لیے يَلَمْلَمَ یلملم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے جحفہ اور اہل نجد کے لیے قرن کو میقات مقرر کیا اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ: مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ . مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ . وَالطَّرِيْقُ الْآخَرُ الْجُحْفَةُ . وَمُهَلُّ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ . وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ . وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ .

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2810

مُهَلُّ میقات أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مدینہ والوں کا ذِي الْحُلَيْفَةِ ذوالحلیفہ وَ اور اَلطَّرِيْقُ الْآخَرُ دوسرے راستے والوں کا اَلْجُحْفَةُ جحفہ وَ اور مُهَلُّ میقات أَهْلِ الْعِرَاقِ عراق والوں کا مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ ذات عرق ہے وَ اور مُهَلُّ میقات أَهْلِ نَجْدٍ نجد والوں کا مِنْ قَرْنٍ قرن ہے وَ اور مُهَلُّ میقات أَهْلِ الْيَمَنِ یمن والوں کا مِنْ يَلَمْلَمَ یلملم ہے

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل مدینہ کا میقات ذو الحلیفہ ہے، اور دوسرے راستہ سے جانے والوں کا میقات جحفہ ہے اور اہل عراق کا میقات ذات عرق ہے اور اہل نجد کا میقات قرن المنازل ہے اور اہل یمن کا میقات یلملم ہے۔

تشریح الحدیث:

ان دونوں روایتوں میں میقات کو بیان کیا گیا ہے۔ "میقات" اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حاجی یا عمرہ کرنے والا حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھتا ہے۔ اس مقام سے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ کی طرف جانا جائز نہیں۔ مختلف علاقے والوں کے لیے مختلف میقات ہیں جن کی تفصیل حدیث میں موجود ہے۔

دوسری حدیث مبارک میں پانچ میقاتوں کا ذکر ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

1: يَلَمْلَم... یمن والوں کے لیے ہے۔

2: ذاتُ عِرق... عراق والوں کے لیے ہے۔

3: جُحفة... شام والوں کے لیے ہے۔

4: ذُوالحُلَيفة... مدینہ والوں کے لیے ہے۔

5: قَرنُ المَنازِل... نجد والوں کے لیے ہے۔

پہلی روایت میں جحفہ کو اہل شام کا میقات بتایا گیا ہے اور اس روایت میں جحفہ کو "دوسرے راستہ والوں کا" میقات کہا گیا ہے، جس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ اہل مدینہ بھی اگر دوسرے راستہ سے یعنی جحفہ کی طرف سے مکہ معظمہ جائیں تو وہ جحفہ سے بھی احرام باندھ سکتے ہیں اور ان کے علاوہ جو دوسرے علاقوں کے لوگ مثلاً اہل شام؛ جحفہ کی طرف سے آئیں وہ بھی جحفہ سے احرام باندھیں۔ بعض شارحین نے "دوسرے طریقہ والوں سے" مراد اہل شام ہی لیے ہیں۔

ہندوستان اور پاکستان سے جانے والوں کے لیے میقات "یلملم" ہے جو جدہ سے پہلے آتا ہے۔

اگر کسی شخص نے میقات سے احرام نہیں باندھا بلکہ بغیر احرام کے میقات سے گزر گیا ہو تو اس صورت میں اس پر دم واجب ہو گا۔ اس شخص پر لازم ہے کہ فوراً واپس کسی میقات پر چلا جائے، وہاں سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آجائے تو اس طرح کرنے سے اس کے ذمہ سے دم ساقط ہو جائے گا۔

فصل نمبر 3: احرام

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ، وَلَا الْعَمَائِمَ، وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا الْخِفَافَ، إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 2791

سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا مَا يَلْبَسُ کیا پہنے اَلْمُحْرِمُ محرم مِنَ الثِّيَابِ کپڑوں میں سے فَقَالَ فرمایا لَا تَلْبَسُوْا تم نہ پہنو اَلْقُمُصَ قمیصیں وَ اور لَا الْعَمَائِمَ نہ عمامے وَ اور لَا السَّرَاوِيلَاتِ نہ شلواریں وَ اور لَا الْبَرَانِسَ نہ ٹوپیاں وَ اور لَا الْخِفَافَ نہ موزے إِلَّا مگر أَحَدٌ کوئی آدمی لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ جس کے پاس جوتے نہ ہوں فَلْيَلْبَسِ پس وہ پہن لے اَلْخُفَّيْنِ موزے وَلْيَقْطَعْهُمَا اور ان دونوں کو کاٹ لے أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ٹخنوں کے نیچے سے وَ اور لَا تَلْبَسُوْا نہ پہنو مِنَ الثِّيَابِ کپڑوں میں سے شَيْئًا کچھ بھی مَسَّهُ لگا ہو / چھویا ہو اَلزَّعْفَرَانُ زعفران وَ اور لَا الْوَرْسُ نہ ہی ورس

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مُحرِم (حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا) کون کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو کرتا قمیض پہنو اور نہ سر پر عمامہ اور نہ شلوار پاجامہ پہنو اور نہ ٹوپی پہنو اور نہ پاؤں میں موزے

پہنو، البتہ اگر کسی آدمی کے پاس پہننے کے لیے جوتا نہ ہو تو وہ موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کے جوتا سا بنا لے، ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں محرم کے احرام میں پہنے جانے والے لباس کو بیان کیا گیا ہے۔ محرم کے احرام والے لباس میں یہ چند چیزیں نہیں ہونی چاہییں:

1: قمیض

2: شلوار

3: پاجامہ

4: عمامہ

5: موزے

6: ہر ایسا کپڑا جس کو زعفران یا کوئی اور خوشبو لگی ہو۔

فائدہ نمبر1:

احرام باندھنے سے پہلے جسم کو خوشبو لگانا جائز ہے خواہ اس کا اثر بعد میں باقی بھی رہے۔ البتہ احرام کی چادروں کو خوشبو لگانے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ایسی خوشبو لگائی جائے جس کا عین (جسم اور جُثہ) بعد میں بھی باقی رہے تو جائز نہیں ہاں ایسی خوشبو جس کا عَین بعد میں باقی نہ رہے بلکہ محض اس کی مہک ہی باقی رہے تو وہ جائز ہے۔

فائدہ نمبر2:

اس حدیث میں قمیض، شلوار، عمامہ وغیرہ صرف ان چند کپڑوں کا نام لیا ہے جن کا اس وقت رواج تھا یہی حکم ان تمام کپڑوں کا ہے جو مختلف زمانوں میں اور مختلف قوموں اور ملکوں میں ان مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں یا آئندہ استعمال ہوں گے جن مقاصد کے لیے قمیض، شلوار، عمامہ وغیرہ استعمال ہوتے ہیں لہٰذا ایسے تمام ملبوسات کا استعمال ممنوع ہو گا۔

حدیث نمبر2:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى النِّسَاءَ فِيْ إِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ، وَمَا مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ. وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّتْ مِنْ أَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعَصْفَرًا أَوْ خَزًّا أَوْ حُلِيًّا أَوْ سَرَاوِيْلَ أَوْ قَمِيْصاً أَوْ خُفّاً.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1827

نَهٰى اس نے روکا اَلنِّسَاءَ عورتوں کو فِيْ إِحْرَامِهِنَّ ان کی احرام کی حالت میں عَنِ الْقُفَّازَيْنِ دستانے پہننے سے النِّقَابِ نقاب مَسَّ جس کو لگا ہوا ہو اَلْوَرْسُ ورس اَلزَّعْفَرَانُ زعفران مِنَ الثِّيَابِ کپڑوں میں سے وَلْتَلْبَسْ اور پہن سکتی ہے بَعْدَ ذٰلِكَ اس کے بعد مَا أَحَبَّتْ جو پسند کرے مِنْ أَلْوَانِ الثِّيَابِ رنگدار کپڑوں میں مُعَصْفَرًا زرد رنگ والے خَزًّا ریشمی کپڑے حُلِيًّا زیور سَرَاوِيْلَ شلوار أَوْ یا قَمِيْصًا قمیص أَوْ یا خُفًّا موزہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانے پہننے اور چہرے پر نقاب ڈالنے اور ان کپڑوں کے استعمال سے جن کو زعفران یا ورس لگی ہو منع فرمایا۔ ہاں البتہ ان کے علاوہ جو رنگین کپڑے وہ چاہیں پہن سکتی ہیں جیسے زرد رنگ والے کپڑے یا ریشمی کپڑے۔ اسی طرح وہ چاہیں تو زیور بھی پہن سکتی ہیں اور شلوار اور قمیض اور موزے بھی پہن سکتی ہیں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں خواتین کا احرام بیان کیا گیا ہے، خواتین سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہیں، قمیض، شلوار وغیرہ سلے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت صرف مردوں کو ہے، عورتوں کو پردہ کی وجہ سے ان سب کپڑوں کے استعمال کی اجازت ہے عورت کے لیے ایسا نقاب کرنا ممنوع ہے جس میں کپڑا اس کے چہرے کو لگے۔ اس کے لیے بازار سے ہیٹ (کیپ) نما نقاب مل جاتا ہے جس میں پردہ بھی قائم رہتا ہے اور کپڑا چہرے کو بھی نہیں چھوتا۔

اس حدیث میں عورت کو دستانے پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ اس منع سے مراد خلافِ اولیٰ ہے یعنی بہتر یہ ہے کہ دستانے بھی نہ پہنے لیکن اگر کوئی عورت دستانے پہن لے تو گناہ نہیں۔

فصل نمبر 4: تلبیہ

حدیث نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ تَلْبِيَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 825

أَنَّ بے شک تَلْبِيَةَ تلبیہ پڑھنا اَلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تلبیہ پڑھتے تھے):

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ.

حدیث نمبر 2:

عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِي جِبْرَئِيلُ، فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 2922

أَتَانِي میرے پاس آئے فَأَمَرَنِي مجھے حکم دیا أَنْ آمُرَ یہ کہ میں حکم دوں أَصْحَابِي میرے ساتھی أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ یہ کہ وہ اپنی آوازوں کو بلند کریں بِالْإِهْلَالِ تلبیہ پڑھتے ہوئے

ترجمہ: حضرت خلاد بن سائب رحمہ اللہ تابعی اپنے والد سائب بن خلاد انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے صحابہ کرام کو حکم دوں کہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔

تشریح الحدیث:

ان دونوں احادیث میں تلبیہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ اس لیے حجاج اور عمرہ کرنے والے حضرات و خواتین کو

ذوق و شوق سے تلبیہ کا اہتمام کرنا چاہیے جس حد تک ممکن ہو اس کی کثرت کی جائے البتہ مرد قدرے بلند آواز اور عورت آہستہ آواز سے پڑھے۔

تلبیہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

میں حاضر ہوں اے اللہ! تیرے حضور حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک ساتھی نہیں، میں تیرے حضور حاضر ہوں، ساری حمد و ستائش تیرے ہی شایانِ شان ہے اور ساری نعمتیں تیری ہی ہیں، اور ساری کائنات میں فرماں روائی بھی بس تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

فصل نمبر 5: وقوفِ عرفہ

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ تَقِفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَسَائِرُ الْعَرَبِ تَقِفُ بِعَرَفَةَ فَأَمَرَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقِفَ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعُ مِنْهَا. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾

سنن النسائی: رقم الحدیث 3015

تَقِفُ ٹھہرتے تھے بِالْمُزْدَلِفَةِ مزدلفہ میں يُسَمَّوْنَ وہ نام رکھا کرتے تھے اَلْحُمْسَ شجاع سَائِرُ الْعَرَبِ عرب کے سارے لوگ تَقِفُ ٹھہرتے تھے بِعَرَفَةَ عرفہ میں فَأَمَرَ اللهُ تَعَالٰى اللہ تعالیٰ نے حکم دیا نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اَنْ يَقِفَ یہ کہ وہ ٹھہریں بِعَرَفَةَ عرفہ میں ثُمَّ پھر يَدْفَعُ مِنْهَا وہاں سے لوٹیں فَأَنْزَلَ اللهُ پس اللہ نے اتارا اَفِيْضُوْا تم لوٹو مِنْ حَيْثُ جس جگہ سے اَفَاضَ النَّاسُ لوگ لوٹتے ہیں

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ قریش مزدلفہ میں ہی ٹھہرتے تھے اور لوگ انہیں بہادر و شجاع کہتے تھے جب کہ سارے عرب کے لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے۔ (جب اسلام آیا تو) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ عرفات میں ٹھہریں پھر وہاں سے (مزدلفہ) لوٹیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری: ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ کہ پھر تم وہیں سے ہو کر واپس آیا کرو جہاں سے دوسرے

لوگ واپس آتے ہیں۔

تشریح الحدیث:

حج کے ارکان میں سے ایک اہم رکن وقوفِ عرفہ ہے جس میں حجاج کرام کو نویں ذی الحجہ کو میدان عرفات میں جانا ضروری ہوتا ہے۔ اس حدیث مبارک میں مشرکین کی قباحت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ مزدلفہ سے واپس مکہ آ جاتے اور عرفات میں نہیں جاتے تھے حالانکہ وقوفِ عرفہ پر حج کا دارومدار ہے۔ تو انہیں حکم دیا جارہا ہے کہ جہاں سے لوگ واپس لوٹتے ہیں یعنی میدان عرفات سے تمہیں بھی وہیں سے واپس لوٹنا چاہیے۔ یہی حکم قرآن کریم میں بھی مذکور ہے:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

البقرۃ:199

ترجمہ: پھر تم وہیں سے واپس آیا کرو جہاں سے دوسرے لوگ واپس آتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔

حدیث نمبر2:

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ، وَمَنْ فَاتَتْهُ عَرَفَةُ فَاتَهُ الْحَجُّ.

مصنف ابن ابی شیبہ: رقم الحدیث 13851

مَنْ جس شخص نے أَدْرَكَ پالیا عَرَفَةَ عرفہ کو قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے فَقَدْ پس تحقیق أَدْرَكَ الْحَجَّ اس نے حج کو پالیا وَ اور مَنْ جس شخص سے فَاتَتْهُ عَرَفَةُ عرفہ فوت ہوگیا فَاتَهُ الْحَجُّ اس سے حج فوت ہوگیا

ترجمہ: حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس کا حج ہوگیا اور جس سے وقوفِ عرفہ رہ گیا اس کا حج نہیں ہوا۔

تشریح الحدیث:

نویں ذوی الحجہ کو میدان عرفات میں حجاج کا ٹھہرنا "وقوف عرفہ" کہلاتا ہے۔ یہ حج کا سب سے اہم ترین رکن ہے۔ اگر یہ ایک لحظہ کے لیے بھی نصیب ہو گیا تو حج ادا ہو جائے گا اور اگر کسی وجہ سے حاجی 9 ذی الحجہ کے دن اور اس کے بعد والی رات کے کسی حصے میں بھی عرفات میں نہ پہنچ سکا تو اس کا حج فوت ہو گیا۔ چونکہ وقوفِ عرفات پر حج کا دار ومدار ہے اس لیے اس میں اتنی وسعت رکھی گئی ہے کہ اگر کوئی آدمی نویں ذی الحجہ کے دن میں عرفات نہ پہنچ سکے جو وقوف کا اصلی وقت ہے بلکہ اگلی رات کے کسی حصے میں بھی طلوعِ فجر سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائے تو اس کا وقوف ادا ہو جائے گا اور وہ حج سے محروم نہ سمجھا جائے گا۔

فائدہ: وقوفِ عرفہ کا وقت زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے، اس لیے زوال کے بعد وقوف شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں۔ وقوف کھڑے ہو کر کرنا مستحب ہے اور بیٹھ کر کرنا جائز ہے۔ عرفات میں ہی ظہر اور عصر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

فصل نمبر 6: رمیِ جمرات

حدیث نمبر 1:

عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يُسْهِلَ، فَيَقُومَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَقُومُ طَوِيلًا، وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَى، ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُ، وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيلًا، وَ يَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَيَقُومُ طَوِيلًا، ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا، ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1751

كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ جمرہ کو کنکری مارتے بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ سات کنکریاں يُكَبِّرُ تکبیر کہتے تھے عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ہر کنکری کے بعد يَتَقَدَّمُ آگے ہوتے يُسْهِلَ نرم ہموار زمین میں چلے جاتے فَيَقُوْمَ پس وہ کھڑے ہوتے

مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قبلہ رو ہو کر فَيَقُوْمُ طَوِيلًا کافی وقت کھڑے رہتے وَ اور يَدْعُوْ دعا کرتے وَ اور يَرْفَعُ يَدَيْهِ اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ثُمَّ پھر يَرْمِيْ کنکریاں مارتے اَلْوُسْطٰى درمیان والے جمرہ کو ثُمَّ پھر يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ بائیں جانب ہو جاتے فَيَسْتَهِلُ پس نرم ہموار زمین میں چلے جاتے يَقُوْمُ کھڑے ہو جاتے مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قبلہ رو ہو کر فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا کافی دیر کھڑے رہتے يَدْعُوْ دعا کرتے يَرْفَعُ يَدَيْهِ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے طَوِيْلًا کافی دیر جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ جمرہ ذات العقبہ کو مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بطن وادی سے وَ اور لَا يَقِفُ عِنْدَهَا اس کے پاس کھڑے نہ ہوتے ثُمَّ پھر يَنْصَرِفُ لوٹ جاتے كَذَا اسی طرح رَأَيْتُ میں نے دیکھا يَفْعَلُهُ وہ کرتے تھے

ترجمہ: حضرت سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ اپنے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ رمی جمرات کے بارے میں ان کا معمول یہ تھا کہ وہ پہلے جمرہ پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے۔ اس کے بعد آگے نرم ہموار زمین میں اتر کر قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور ہاتھ اٹھا کہ دعا مانگتے پھر درمیان والے جمرہ پر بھی اسی طرح سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے۔ پھر بائیں جانب نشیب میں اتر کر قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کہ دعا مانگتے پھر آخری جمرہ جمرۃ العقبہ پر بطن وادی سے سات کنکریاں مارتے اور ساتھ اللہ اکبر کہتے اور اس جمرہ کے پاس کھڑے نہ ہوتے بلکہ واپس ہو جاتے اور ساتھ یہ بھی بتاتے تھے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

تشریح الحدیث:

حج کے واجبات میں سے ایک واجب تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے۔ پہلے جمرہ اولیٰ کی، پھر جمرہ وسطیٰ کی اور آخر میں جمرہ عقبہ کی۔ تو اس حدیث مبارک میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تینوں جمرات کی رمی کرنے میں عمل مبارک بیان فرما رہے ہیں۔ اس لیے مسنون یہ ہے کہ جب جمرہ اولیٰ کی رمی سے فارغ ہو جائیں تو ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہوں اور ہاتھ اٹھا کر دعا کریں۔ اس کے بعد جمرہ وسطیٰ کی رمی کریں اور اسی طرح ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کریں۔ اس کے بعد جمرہ عقبہ پر جائیں اور رمی کریں لیکن اس رمی کے بعد وہاں دعا کے لیے نہ ٹھہریں بلکہ بغیر دعا مانگے واپس اپنے مقام پر آ جائیں۔

حدیث نمبر2:

عَنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهٖ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهٖ وَرَمٰى بِسَبْعٍ وَ قَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1748

اَنَّهٗ بیشک وہ اِنْتَهٰى پہنچے اِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى جمرہ کبریٰ کے پاس جَعَلَ رکھا اَلْبَيْتَ بیت اللہ کو عَنْ يَسَارِهٖ ان کی بائیں جانب وَ اور مِنًى منی عَنْ يَمِيْنِهٖ ان کے دائیں جانب وَ اور رَمٰى اس نے کنکریاں ماریں بِسَبْعٍ سات وَ اور قَالَ فرمایا هٰكَذَا اسی طرح رَمٰى رمی کی اَلَّذِيْ اس ذات نے أُنْزِلَتْ نازل کی گئ عَلَيْهِ جس پر سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ سورۃ البقرہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رمی کے لیے جمرہ کبریٰ کے پاس پہنچے، پھر اس طرح اس کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوئے کہ بیت اللہ یعنی مکہ ان کے بائیں جانب تھا اور منیٰ دائیں جانب اور جمرہ پر انہوں نے سات کنکریاں ماریں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اسی طرح رمی کی تھی اس ذات نے جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رمی کرنے کے طریقے کو بیان کیا ہے۔ ساتھ بطور تاکید کے فرمایا کہ اس مقدس ذات نے جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی اس طرح رمی کی تھی۔ مراد یہ تھا کہ سورۃ البقرہ جس میں حج کے احکام اور مناسک کا بیان ہے وہ جس نبی پر نازل ہوئی انہوں نے اس طرح رمی کی تھی تو میں انہی کی سنت پر کامل طریقے سے عمل کر رہا ہوں۔

فصل نمبر 7: حلق یا قصر

حدیث نمبر 1:

عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ جَدَّتِهٖ: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا

لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلَاثًا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ مَرَّةً.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 3150

سَمِعْتُ میں نے سنا دَعَا دعا کی لِلْمُحَلِّقِيْنَ سر منڈانے والوں کے لیے ثَلَاثًا تین مرتبہ وَ اور لِلْمُقَصِّرِيْنَ بال کٹوانے والوں کے لیے مَرَّةً ایک مرتبہ

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن حصین رحمہ اللہ اپنی دادی محترمہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لیے تین مرتبہ اور بال کتروانے والوں کے لیے ایک مرتبہ دعا کی ہے۔

تشریح الحدیث:

"حلق" کہتے ہیں سر کے سارے بال منڈوانے کو اور "قصر" کہتے ہیں لمبے بالوں کو انگلی کے پورے کے برابر کاٹنے کو۔ اس حدیث مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعا فرمائی اور بال کتروانے والوں کے لیے ایک مرتبہ۔ اس سے حلق کی افضلیت سمجھ آتی ہے۔ اس لیے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ حلق کروانا افضل اور قصر کروانا جائز ہے۔

فائدہ نمبر 1: عورتوں کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ تمام بال ایک جگہ جمع کر کے انگلی کے پورے کے برابر کاٹ لیں۔

فائدہ نمبر 2: عمرہ میں جب صفا و مروہ کی سعی کے لیے جائے تو اس کے بعد حلق یا قصر کروایا جاتا ہے اور حج میں جب 10 ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کر لیں اور اس کے بعد قربانی (جس کا حکم متمتع اور قارن کو ہے) کر لیں تو حلق یا قصر کر لیا جائے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ بِمِنًى، فَدَعَا بِذِبْحٍ فَذَبَحَ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ، فَأَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فَحَلَقَهٗ، فَجَعَلَ يَقْسِمُ بَيْنَ مَنْ يَلِيْهِ الشَّعْرَةَ وَالشَّعْرَتَيْنِ، ثُمَّ أَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْسَرِ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ قَالَ: هَا هُنَا

أَبُوْ طَلْحَةَ؟ فَدَفَعَهٗ إِلٰى أَبِيْ طَلْحَةَ.

سنن ابی داوٗد: رقم الحدیث 1981

رَمٰی رمی کی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ جمرہ عقبہ کی یَوْمَ النَّحْرِ قربانی والے دن ثُمَّ پھر رَجَعَ لوٹے إِلٰى مَنْزِلِهٖ اپنی رہائش گاہ کی طرف بِمِنًى منی میں فَدَعَا پس منگوایا بِذِبْحٍ اپنی ہدی کو فَذَبَحَ پس ذبح کیا ثُمَّ پھر دَعَا بلایا بِالْحَلَّاقِ سر مونڈنے والے کو فَأَخَذَ بال کاٹے شِقَّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنَ سر کے دائیں جانب والا حصہ فَحَلَقَهٗ اس کو مونڈا فَجَعَلَ پس شروع ہوئے يَقْسِمُ تقسیم کرتے بَيْنَ درمیان مَنْ يَلِيْهِ جو ان کے قریب تھے اَلشَّعْرَةَ ایک بال وَ اور اَلشَّعْرَتَيْنِ دو دو بال بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْسَرَ سر کے بائیں جانب والے حصے کو فَحَلَقَهٗ پس اس کو مونڈا ثُمَّ پھر قَالَ فرمایا هَا هُنَا یہاں ہیں فَدَفَعَهٗ پس ان کو دے دیے

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن جمرہ عقبہ کی رمی کی، پھر آپ منیٰ میں اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے پھر قربانی کے جانور منگوا کر انہیں ذبح کیا۔ اس کے بعد سر مونڈنے والے کو بلایا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے داہنے حصے کو پکڑا اور بال مونڈے۔ پھر ایک ایک دو دو بال (بطور تبرک کے) ان لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میں تقسیم کیے جو آپ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اس (حلاق) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بائیں حصے کو پکڑا اور بال مونڈے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "ابو طلحہ یہاں ہیں؟" اور وہ سب بال ابو طلحہ کو دے دیے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حلق یا قصر کرانے میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا سنت ہے۔ نیز یہ کہ دائیں طرف میں منڈوانے والے کا اعتبار ہے کہ وہ اپنے سر کو دائیں طرف سے منڈوانا شروع کرے۔

فائدہ نمبر 1: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حلاق (سر مونڈنے والے) کا نام حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا۔

فائدہ نمبر 2: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بال حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو دیے اور فرمایا کہ یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اس سے جہاں نبوت کے بالوں کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوتا

ہے کہ کسی عظیم شخصیت کی جانب سے کوئی چیز ملے تو اسے اپنی سعادت سمجھتے ہوئے لے لینا چاہیے۔

فائدہ نمبر3: اس حدیث سے تبرکات کا ثبوت بھی ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ بال اپنے پاس محفوظ کر لیے۔

فصل نمبر8: طواف کرنا

حدیث نمبر1:

عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ إِلَى اللَّيْلِ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 3059

أَخَّرَ مؤخر کیا طَوَافَ الزِّيَارَةِ طواف زیارت کو إِلَى اَللَّيْلِ رات تک

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو دسویں ذی الحجہ کی رات تک موخر کیا۔

تشریح الحدیث:

ارکان حج میں ایک اہم رکن طواف ہے۔ طواف کہتے ہیں بیت اللہ کے ارد گرد مخصوص طریقے سے چکر لگانا۔ طواف تین طرح کے ہوتے ہیں:

1۔ طوافِ قدوم: بیت اللہ میں پہنچنے پر پہلا طواف کرنا "طوافِ قدوم" کہلاتا ہے یہ طواف کرنا سنت ہے۔

2۔ طوافِ زیارت: حج کا وہ طواف جو حلق یا قصر کے بعد 10 ذوالحجہ سے لے کر 12 ذوالحجہ تک غروبِ آفتاب سے پہلے کرنا ضروری ہوتا ہے "طوافِ زیارت" کہلاتا ہے یہ طواف کرنا فرض ہے۔

3۔ طوافِ وداع: بیت اللہ سے واپسی کے موقع پر جو طواف کیا جاتا ہے وہ "طوافِ وداع" کہلاتا ہے یہ طواف کرنا واجب ہے۔

اس حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے کہ طواف زیارت کے لیے افضل دن یوم النحر یعنی دس ذوالحجہ کا دن ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے کہ اس دن کے ختم ہونے کے بعد رات کو بھی طواف زیارت کیا

جا سکتا ہے اور اس لیے 11 اور 12 ذوالحجہ کو کرنا بھی جائز ہے۔

حدیث نمبر2:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَحْرَمْتُ مِنَ التَّنْعِيمِ بِعُمْرَةٍ فَدَخَلْتُ فَقَضَيْتُ عُمْرَتِي وَانْتَظَرَنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ حَتّٰى فَرَغْتُ، وَأَمَرَ النَّاسَ بِالرَّحِيلِ قَالَتْ: وَأَتٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَطَافَ بِهِ ثُمَّ خَرَجَ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2005

أَحْرَمْتُ میں نے احرام باندھا مِنَ التَّنْعِيمِ مقام تنعیم سے بِعُمْرَةٍ عمرہ کا فَدَخَلْتُ میں داخل ہوئی فَقَضَيْتُ عُمْرَتِي میں نے عمرہ کے ارکان ادا کیے وَانْتَظَرَنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا انتظار کیا بِالْأَبْطَحِ مقام ابطح میں حَتّٰى یہاں تک کہ فَرَغْتُ میں عمرہ سے فارغ ہوئی وَ اور أَمَرَ حکم دیا اَلنَّاسَ لوگ بِالرَّحِيلِ جانے کا قَالَتْ حضرت عائشہ فرماتی ہیں وَ اور أَتٰى وہ آئے اَلْبَيْتَ بیت اللہ فَطَافَ بِهِ پس اس کا طواف کیا ثُمَّ پھر خَرَجَ نکلے

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے مقام تنعیم جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کے ارکان ادا کیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام "ابطح" میں میرا انتظار فرمایا۔ جب میں عمرہ سے فارغ ہو چکی تو آپ نے لوگوں کو جانے کا حکم فرمایا اور آپ طواف وداع کے لیے بیت اللہ کے پاس آئے اور طواف کیا اور اس کے بعد نکل پڑے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں طوافِ وداع کا ذکر ہے کہ جب حاجی وطن واپسی کا یا مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کرے تو طوافِ وداع کرلے۔ جیسا کہ اس واقعہ میں ہے کہ جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عمرہ سے فارغ ہو کے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کو روانہ ہونے کا حکم فرمایا اور یہ قافلہ ابطح سے مسجد حرام آیا آپ علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے طواف وداع کیا اور پھر مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ "ابطح" ایک جگہ کا نام ہے جو منیٰ اور مکہ کے درمیان ہے۔

فصل نمبر 9: صفا اور مروہ کی سعی

حدیث نمبر 1:

عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمْهَانَ، أَنَّ رَجُلًا، قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، إِنِّيْ أَرَاكَ تَمْشِيْ وَالنَّاسُ يَسْعَوْنَ، قَالَ: "إِنْ أَمْشِ، فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ، وَإِنْ أَسْعَ، فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعٰى، وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ.

سنن ابی داود: رقم الحدیث 1904

رَأَيْتُ میں نے دیکھا يَمْشِيْ چلتے تھے فِي السَّعْيِ سعی میں فَقُلْتُ لَهٗ تو میں نے ان سے کہا أَتَمْشِيْ کیا آپ چلتے ہیں فِي السَّعْيِ سعی میں بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ صفا اور مروہ کے درمیان قَالَ فرمانے لگے لَئِنْ سَعَيْتُ اگر میں دوڑوں رَأَيْتُ میں نے دیکھا ہے يَسْعٰى دوڑتے ہوئے وَ اور لَئِنْ مَشَيْتُ اگر میں چلوں لَقَدْ رَأَيْتُ تو میں نے دیکھا ہے يَمْشِيْ چلتے ہوئے وَ اور أَنَا میں شَيْخٌ كَبِيْرٌ بہت بوڑھا

ترجمہ: حضرت کثیر بن جمہان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صفا اور مروہ کے درمیان (سعی میں عام چال چلتے دیکھ کر) پوچھا: اے ابو عبد الرحمن! (یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) میں آپ کو صفا و مروہ کی سعی میں عام چال چلتے دیکھ رہا ہوں جب کہ لوگ تو دوڑتے ہیں (تو اس کی کیا وجہ ہے؟) تو انہوں نے کہا: اگر میں عام چال چلوں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام چال چلتے بھی دیکھا ہے اور اگر میں دوڑوں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوڑتے بھی دیکھا ہے (دونوں طریقے سنت سے ثابت ہیں) اور (چونکہ اب) میں کافی بوڑھا ہو چکا ہوں۔ (اس لیے عام چال چل رہا ہوں)

حدیث نمبر 2:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّمَا سَعٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا، وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهٗ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 863

سَعٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعی کی بِالْبَيْتِ بیت اللہ کی وَ اور بَيْنَ درمیان اَلصَّفَا صفا وَ اور اَلْمَرْوَةَ مروہ لِيُرِيَ تاکہ وہ دکھائیں اَلْمُشْرِكِيْنَ مشرکین کو قُوَّتَهٗ اپنی قوت

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج یا عمرہ کے موقع پر) بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تاکہ مشرکینِ مکہ کو اپنی قوت دکھا سکیں۔

تشریح الحدیث:

ان دونوں روایتوں میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ذکر موجود ہے۔ سعی کا طریقہ یہ ہے باب الصفا سے "صفا" پر آیا جائے۔ پھر وہاں سے "مروہ" کی طرف بغیر دوڑے میانہ رفتار سے چلتے رہے۔ "صفا" سے "مروہ" پہنچنے پر ایک چکر مکمل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مزید چھ چکر لگانے ہیں کہ "مروہ" سے "صفا" تک دو چکر ہو جائیں گے، پھر "صفا" سے مروہ تک تین اسی طرح چلتے چلتے ساتواں چکر "مروہ" پر ختم ہو جائے گا۔ صفا و مروہ کی سعی میں مردوں کے لیے حکم یہ ہے کہ جہاں سبز روشنی لگی ہے وہاں قدرے رفتار سے دوڑیں اور باقی راستے میں عام چال سے چلیں۔ اگر کوئی شخص بوڑھا ہو تو وہ پورا راستہ عام چال سے چل سکتا ہے۔ عورتوں کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اس راستے پر عام چال سے چلیں گی۔ ان کے لیے دوڑنا خلاف سنت ہے۔ نیز دوسری روایت میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کی حکمت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے حکمت یہ ہے کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کی طاقت کو دیکھ لیں۔

فصل نمبر 10: زیارتِ روضہ مبارکہ

حدیث نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ.

شعب الایمان: رقم الحدیث 4154

مَنْ جس شخص نے حَجَّ حج کیا فَزَارَ پس اس نے زیارت کی قَبْرِيْ میری قبر کی بَعْدَ مَوْتِيْ میری وفات کے بعد كَانَ

وہ ہوگا کَمَنْ اس شخص کی طرح جس نے زَارَنِيْ اس نے میری زیارت کی فِيْ حَيَاتِيْ میری زندگی میں

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حج کیا اور پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ ان لوگوں کی طرح ہے جنھوں نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

حدیث نمبر 2:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَآءَنِيْ زَائِرًا لَا تُعْمِلُهٗ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِيْ كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

المعجم الاوسط للطبرانی: رقم الحدیث 4546

مَنْ جو شخص جَآءَنِيْ میرے پاس آئے زَائِرًا زیارت کے لیے لَا تُعْمِلُهٗ حَاجَةٌ نہ ہو اس کی کوئی اور ضرورت إِلَّا زِيَارَتِيْ مگر میری زیارت كَانَ حَقًّا تو ہو گا حق عَلَيَّ مجھ پر أَنْ أَكُوْنَ یہ کہ میں ہوں گا لَهٗ اس کے لیے شَفِيْعًا سفارشی يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری زیارت کو آئے اور اس کے آنے کا مقصد میری زیارت کے علاوہ کچھ اور نہ ہو تو اس کا مجھ پر حق ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔

تشریح الحدیث:

ان دونوں حدیثوں میں روضہ اطہر کی زیارت کی فضیلت و اہمیت بیان فرمائی گئی ہے۔ ظاہر ہے ایک امتی کی اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر سلام کرے۔ بھلا کون بدنصیب ایسا ہو گا جو اس موقع سے فائدہ نہ اٹھائے اور آپ کی قبر اطہر کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو منور نہ کرے۔ واضح رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر مبارک میں زندہ ہونا، آپ علیہ السلام کا سلام سننا اور جواب دینا اھل السنۃ والجماعۃ کے مسلمہ عقائد میں سے ہے۔ جو امتی قبر پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں وہ اس عقیدہ کے ساتھ سلام عرض کیا کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں۔ اس

صورت میں وفات کے بعد آپ کی قبر پر حاضر ہونا اور سلام عرض کرنا ایک طرح سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کرنے ہی کی ایک صورت ہے اور یہ ایسی سعادت ہے کہ مسلمان کو اس کی کوشش کرنی چاہیے۔

البتہ روضہ مطہرہ کی زیارت حج یا عمرہ کا کوئی رکن یا جزء نہیں ہے لیکن امت کا یہ تعامل چلا آرہا ہے کہ خاص کر دور دراز علاقوں کے مسلمان جب حج یا عمرہ کو جاتے ہیں تو روضہ پاک کی زیارت اور وہاں صلوٰۃ وسلام کی سعادت بھی ضرور حاصل کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ کا سفر کیا جائے تو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَّلَهٗ جَزَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اَلتَّمْرِیْنُ الْخَامِسُ

خالی جگہ پر کریں:

1: حج اسلام کا...........رکن ہے۔

2: اہل مدینہ کا میقات...........ہے۔

3: جس آدمی نے میری وفات کے بعد میری قبر کی...........کی تو گویا وہ ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

4: نویں ذوی الحجہ کو.......................میں حجاج کا ٹھہرنا وقوفِ عرفہ کہلاتا ہے۔

5: بیت اللہ میں پہنچنے پر پہلا طواف کرنا...........کہلاتا ہے۔

6: جو شخص میری قبر کی زیارت کو آئے تو اس کا مجھ پر حق ہے کہ میں اس کی...........کروں۔

7: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مقام...........سے جا کر عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

8: طواف زیارت کے لیے افضل دن...........ہے۔

9: حلق یا قصر کرانے میں...........طرف سے ابتدا کرنا سنت ہے۔

10: اگر کوئی شخص بغیر احرام کے میقات سے گزر گیا، تو اس پر...........واجب ہو گا۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1: اہل شام کا میقات ہے:

ذوالحلیفہ جحفہ یلملم

2: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک مونڈنے والے صحابی کا نام تھا:

حضرت معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

3: اہل یمن کا میقات ہے:

ذوالحلیفہ یلملم جحفہ

4: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بال صحابی کو دیے تھے اور فرمایا تھا کہ یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو:

ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ   عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ   انس بن مالک رضی اللہ عنہ

5: پاکستان اور ہندوستان سے جانے والوں کے لیے میقات ہے:

ذات عرق   قرن المنازل   یلملم

6: بیت اللہ سے واپسی کے موقع پر جو طواف کیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں:

طوافِ زیارت   طوافِ قدوم   طوافِ وداع

7: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لیے دعا فرمائی ہے:

1 مرتبہ   2 مرتبہ   3 مرتبہ

8: مشرکین کی بری عادت تھی کہ وہ مزدلفہ سے واپس مکہ آجاتے اور نہیں جاتے تھے:

منیٰ   عرفات   مدینہ طیبہ

مختصر جواب لکھیں:

1: حج نہ کرنے پر وعید بیان کریں۔

2: آدمی پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

3: میقات کسے کہتے ہیں؟

4: تلبیہ کے الفاظ لکھیں۔

5: رمی کرنے کا طریقہ بیان کریں۔

6: طوافِ زیارت کسے کہتے ہیں؟

7: سعی کا طریقہ لکھیں۔

8: روضہ اطہر کی زیارت کی فضیلت بیان کریں۔

9: مرد اور عورت کا احرام کا لباس کیسا ہونا چاہیے؟

10: پاکستان کے باشندگان کا میقات کون سا ہے؟

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِیَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِیْنَ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَکَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

ای مرکز کے زیر انتظام آن لائن کورسز

طویل دورانیے کے کورسز:

- ایک سالہ تخصص فی العقائد الاسلامیہ [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تخصص فی الافتاء [حضرات]
- چار سالہ مکمل عالم کورس [حضرات وخواتین]
- دو سالہ علم دین کورس [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تفسیر کورس [حضرات وخواتین]
- دو سالہ تعلیم القرآن کورس [بچوں کے لیے]

شارٹ کورسز: [کل کورسز:30-چند اہم کورسز کے نام:]

- رمضان کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- رمضان کورس اردو انگلش [بچوں کے لیے]
- صراط مستقیم کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- زکوۃ کورس [حضرات وخواتین]
- نماز کورس [حضرات وخواتین]
- عقائد کورس [حضرات وخواتین]
- حج وعمرہ کورس [حضرات وخواتین]
- ختمِ نبوت کورس [حضرات وخواتین]
- مسائلِ نکاح وطلاق کورس [حضرات وخواتین]

برائے رابطہ:

www.emarkaz.org +923235913337